375

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔اکتوبر2005

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ آبپاشی وقوت برقی)

3۔ توجہ دلاؤنوٹس

4۔ سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) دی بنک آف پنجاب مصدرہ2005

377

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

پیر،24۔اکتوبر2005

(یوم الاثنین،19۔رمضان المبارک1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر48منٹ پر زیرِ صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِoٱلَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَoفِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَoكَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِoوَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحَٰفِظِينَoكِرَامٗا كَٰتِبِينَoيَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَoإِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖoوَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖoيَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِoوَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِغَآئِبِينَoوَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِoثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِoيَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِo

سُوۡرَةُ الانفطار6 تا19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔o اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الا البلاغo

سوالات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 3654۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گنجہ سب مائیز قصور۔مالکان اراضی کو ادائیگی، تکنیکی اور پانی کی تقسیم کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3654: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں گنجہ لوئر مائیز (نہر) جو باقر کے ڈسٹری بیوٹری سے نکلتا ہے سے گنجہ سب لوئر مائیز (چھوٹی نہر) تقریباً دس سال قبل نکالی گئی تھی جس سے تقریباً 92 مربع زمین کو سیراب کرنا مقصود تھا یہ پانی 12 کیوسک ہے گنجہ لوئر مائیز کو جو باقر کے ڈسٹری بیوٹری سے گنجہ سب لوئر مائیز جہاں سے نکلتا ہے تک بڑا بھی کرنا تھا اور یہ ابھی تک بڑا نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجہ لوئر مائیز میں 12 کیوسک پانی کی کمی کی گئی چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے وہ پوری کی جاتی اور پھر گنجہ سب لوئر مائیز نکالا جاتا، محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق دو فٹ چوڑا کیا جانا چاہئے تھا یہ چوڑائی باقر کے ڈسٹری بیوٹری سے گنجہ سب لوئر مائیز تک ہونی تھی جو نہ ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجہ سب لوئر مائیز بنے عرصہ گزر چکا ہے لیکن جو موگے بننے تھے ان میں سے بہت سے ابھی تک نہیں نکالے گئے نہ ہی یہ نشاندہی کی گئی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنجہ سب مائیز جس زمین پر بنایا گیا ہے اس کے مالکان کو تاحال معاوضہ ادا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس سے متعلق بیشتر زمینداروں کو پانی فراہم کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب سے گنجہ سب مائینز بنا ہے اس کا پانی محکمہ کی ملی بھگت صرف اور صرف بااثر افراد ہی استعمال کرتے آرہے ہیں جبکہ ان کی اراضی چک بندی میں بھی نہیں آتی؟

(و) کیا محکمہ ان تمام زیادتیوں کی تلافی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے کہ لوئر گنجہ مائینز کی تعمیر کے سلسلہ میں 1990 میں سکیم تیار کی گئی جس کے تحت 1600 ایکڑ رقبہ تقریباً 65 مربع کو سیراب کرنا مقصود تھا جس کا ڈسچارج 9.68 کیوسک تھا۔ اس سکیم کے تحت لوئر گنجہ سب مائینز کو 1990 میں بنا دیا گیا مگر لوئر گنجہ مائینز کی ریماڈلنگ نہ کی جا سکی۔

(ب) اس حد تک درست نہ ہے کہ لوئر گنجہ مائینز میں 12 کیوسک پانی کی کمی کی گئی تھی لیکن سب مائینز بنانے کیوجہ سے لوئر گنجہ مائینز کی ریماڈلنگ بھی نہ کی گئی۔ 1993 میں ایک سکیم کے تحت اس مائینز کے ہیڈ کی ریماڈلنگ اور اس میں گنجائش بڑھانا درکار تھا مگر صرف ہیڈ کی ریماڈلنگ کی جا سکی اور مٹی کا کام نہ کیا جا سکا جس کی وجہ سے گنجائش نہ بڑھائی جا سکی۔

(ج) درست نہ ہے۔ لوئر گنجہ سب مائینز میں پانچ موگے منظور تھے جو مائینز کے ساتھ ہی بنا دیئے گئے۔

(د) لوئر گنجہ سب مائینز کی سکیم میں زمین کی قیمت کے لئے مبلغ 2,81,500 روپے کی گنجائش برائے ادائیگی زمین مالکان موجود تھی مگر کام پر زیادہ رقم خرچ ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی متعلقہ مالکان کو نہ کی گئی اور نہ ہی انہوں نے اس کا مطالبہ کیا۔ متعلقہ زمینداروں کو پانی نہ ملنے کی محکمہ میں اب تک کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) یہ بالکل درست نہ ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر افراد پانی استعمال کر رہے ہیں بلکہ جو رقبہ مجوزہ C.C.A میں ہے اس کو ہی پانی دیا جا رہا ہے۔

(و) اگر کوئی ایسا کاشتکار / مالک زمین جس کا رقبہ C.C.A میں شامل تھا اور پانی نہ دیا گیا ہے تو محکمہ اس کا جائز حق دینے کا پابند ہے ابھی تک محکمہ کے پاس ایسی کوئی شکایت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ "ضلع قصور میں گنجہ لوئر مائیز کی ریماڈلنگ نہ کی جا سکی ہے۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ طے کیا گیا تھا کہ لوئر گنجہ مائیز کی ریماڈلنگ کی جائے گی تو پھر کیوں نہیں کی گئی؟ اس کی کیا وجوہات ہیں، ریماڈلنگ نہ کرنے کی وجہ سے ٹیل پر بیٹھے ہوئے لوگوں تک پانی نہیں پہنچ رہا، لوگوں کی اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے محکمہ کیا اقدامات کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ان کے ضمنی سوال کے حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ مائیز 1990 میں بنایا گیا تھا اور اس کی ریماڈلنگ ہونی تھی۔ یہ لوئر گنجہ سے چھوٹا سب مائیز نکالا گیا تھا۔ اس کی ٹیل پر کوئی شکایت نہیں ہے اور وہاں پر پورا پانی پہنچ رہا ہے چونکہ لوئر گنجہ مائیز کی ٹیل extend کر دی گئی تھی اس سے وہاں کچھ مسئلہ ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو حل کریں گے اور ان لوگوں کے grievances کو دور کیا جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے لوئر گنجہ کی ٹیل پر لوگوں کو بہت سخت problem ہے۔ میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بابت پروگرام بنا لیں، میرے ساتھ چلیں۔ وہاں خود جا کر دیکھ لیں کہ لوگوں کی کیا حالت ہے۔ انھوں نے خود طے کیا تھا کہ اس کی ریماڈلنگ کی جائے گی اور میں حیران ہوں کہ اس سارے سوال کا جواب بالکل اُوٹ پٹانگ طریقے سے دیا گیا ہے۔ مثلاً جز(د) میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کام پر رقم زیادہ خرچ ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی متعلقہ مالکان کو نہ کی گئی ہے اور نہ ہی انھوں نے اس کا مطالبہ کیا ہے۔ ان میں سے کچھ مالکان جن کو محکمے نے ادائیگی نہیں کی انھوں نے صوبائی محتسب کے پاس درخواست جمع کروائی ہوئی ہے۔ محکمہ کو متعدد بار درخواستیں دے کر وہ تھک گئے ہیں جبکہ وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں کہ کسی نے مطالبہ ہی نہیں کیا۔ وزیر صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ ٹیل پر بالکل پانی نہیں پہنچ رہا اور وہ لوگ بہت زیادہ مسائل سے دوچار ہیں۔ مہربانی کر کے یہ وعدہ فرمائیں، وہاں پر کسی سینئر آفیسر کو بھجوا کر انکوائری کروائیں، وہاں موقع پر لوگوں کی بات سنی جائے اگر وہاں پانی آ رہا ہوتا تو پھر

ہمیں یہاں point out کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ محکمہ نے جز (د) کا بھی غلط جواب دیا ہے۔ جب یہ پیسے نہیں دیتے تو پھر لوگ کیا کریں اب وہ تنگ آ کر صوبائی محتسب کے پاس گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ مناسب بات ہے کہ اپنے کسی آفیسر کو depute کریں وہ وہاں جا کر حالات کو دیکھے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ جو 2,81,500 روپے اس کی قیمت رکھی گئی تھی اور پھر اس کو extend کر دیا گیا جس سے محکمہ کے اخراجات زیادہ ہوئے اس وجہ سے پیسے نہیں دے سکے۔ دوسرا محکمے کو کوئی ایسی درخواست موصول بھی نہیں ہوئی چونکہ اب معزز رکن نے نشاندہی فرمائی ہے تو انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا اور لوگوں کے مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی اگر معزز رکن ان لوگوں کی درخواست مجھ تک پہنچا دیں تو انشاء اللہ اس پر ضرور کارروائی کی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جب یہ لوئر گنجہ مائیز تعمیر ہوا تھا تو انھوں نے لوگوں کی زمینیں acquire کی تھیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ چونکہ لوگوں نے demand نہیں کی اس لئے ہم نے انھیں پیسے نہیں دیئے۔ یہ تو انہونی بات ہے کہ کسی کی زمین لے لی جائے اور وہ پیسے نہ مانگے، ایسا ممکن نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ پیسے نہیں ملے وزیر موصوف انھیں کب تک یہ پیسے دلوا دیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! معزز رکن نے بتایا ہے کہ ان لوگوں نے صوبائی محتسب کو درخواست دی ہے لیکن محکمہ کے پاس ان کی طرف سے کوئی درخواست نہیں آئی۔ 1990 میں تقریباً 19 ایکڑ رقبہ acquire کیا گیا تھا اور بعد میں اس کو extend کیا گیا جس کی وجہ سے ان کو پیسے نہیں دیئے گئے۔ اس سکیم کو سینیٹر وردگ صاحب نے بنوایا تھا۔ یہ تقریباً 42 لاکھ روپے کی لاگت سے بنی تھی اور اس وقت یہ طے ہوا تھا کہ چونکہ زمینداروں کے مفاد کی خاطر یہ نیا سب مائیز نکالا جا رہا ہے لہذا وہ اپنی زمین خود دیں گے۔ اس کے باوجود اگر ان لوگوں کی کوئی شکایت ہے تو وہ میرے تک approach کریں، ہم انشاء اللہ ان کی شکایت کا ازالہ کریں گے اور ان کے grievances کو دور کیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! واضح طور پر بتایا جائے کہ جن مالکان کے پیسے رہ گئے ہیں انھیں فلاں تاریخ تک، دو، چار یا چھ مہینے تک پیسے ادا کر دیئے جائیں گے۔ پہلے ہی اس سوال کو دیئے ہوئے دو

سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور دو سال میں محکمہ نے ان مالکان کو پیسے دینے کے لئے کوئی تگ ودو نہیں کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بتائیں کہ جو درخواست محتسب کو دی گئی ہے اس پر کیا فیصلہ ہوا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! زمیندار سادہ لوگ ہوتے ہیں آپ بخوبی جانتے ہیں۔ جب وہ محکمہ کو درخواستیں دے دے کر تھک گئے تو پھر مجبوراً وہ محتسب کے پاس گئے ہیں۔ مجھے انھوں نے بتایا ہے کہ ایک آدھ درخواست پر محتسب نے ان کے حق میں فیصلہ بھی کیا ہے کہ ان کو پیسے دیئے جائیں۔ اصل بات یہ ہے وزیر موصوف نے درست فرمایا ہے کہ یہ وردگ صاحب کی اپنی زمینوں کو پانی پہنچانے کے لئے مائینز بنائی گئی ہے۔ مائینز بنانے کے لئے زمین تو لوگوں سے دبالی گئی ہے جبکہ پانی سارے کا سارا وردگ صاحب کو دے رہے ہیں۔ یہ ریکارڈ چیک کریں کہ 1600 ایکڑ رقبے کا انھیں کتنا آبیانہ وصول ہو رہا ہے؟ وہاں پر سارے کا سارا پانی ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے۔ میں بھی ان تک یہ درخواست پہنچادوں گا لیکن یہ کسی سینئر افسر کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ جاکر اس مائینز کو چیک کریں اور ریکارڈ دیکھ کر ان کو رپورٹ دیں۔ ہم تو گورنمنٹ کے حق میں بات کر رہے ہیں کہ وہ سارے کے سارے پیسے کھا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم وزیر آبپاشی! آپ کسی آفیسر کو depute کر دیں جو جاکر چیک کرے اور اس سلسلے میں آپ کو رپورٹ کر دے۔

وزیر آبپاشی: جی، درست ہے لیکن میں clear cut بتا رہا ہوں کہ یہ سکیم 1990 کی ہے اور اگر آپ جواب دیکھیں کہ رقم زیادہ خرچ ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی متعلقہ مالکان کو نہ کی گئی کیونکہ رقم زیادہ خرچ ہو گئی۔ اب محکمے کے پاس تو پیسے نہیں ہیں اس وقت PC-I میں طے تھا کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے لوگ زمین free of cost دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی agreement ہوا تھا؟

وزیر آبپاشی: جی، agreement ہوا تھا کہ وہ free of cost دیں گے۔ یہ 2 لاکھ 81 ہزار تو زمین کی قیمت نہیں ہے یہ تو آپ دے سکتے ہیں لیکن 19 ایکڑ رقبہ درکار تھا۔ اس کے باوجود میں کسی آفیسر کی ڈیوٹی لگادیتا ہوں کہ اس کی مکمل چھان بین کر کے ان کے مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3766، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہیڈ سلیمانکی تحصیل دیپالپور اوکاڑہ۔پل کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*3766: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ سلیمانکی ورکس تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کا پل کافی عرصہ قبل تعمیر ہوا تھا جو اپنی میعاد کئی سال قبل پوری کر چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1971 کی جنگ کے دوران مذکورہ پل کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا جس کو بعد میں مرمت کیا گیا جو کہ خستہ حالت میں ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پُل کی تعمیر کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت مذکورہ پُل کو زائد المیعاد قرار دے کر نئے پل کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) جی، ہاں سلیمانکی ہیڈورکس کا پل 1924 میں تعمیر ہوا تھا اور یہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے۔

(ب) جی، ہاں یہ درست ہے کہ 1971 کی جنگ کے دوران پُل کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا تھا جو کہ بعد میں مرمت کر لیا گیا پُل واقعی پرانا ہے۔

(ج) جی ہاں! پُل کو Punjab Barrages Modernization Project کے تحت شامل کر لیا گیا ہے اور گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت فنڈز کی نوعیت کے لحاظ سے شروع کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ 1971 میں جنگ کے بعد ہیڈ سلیمانکی کی جو مرمت کی گئی اس پر کتنی رقم خرچ کی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ کئی سوال That does not relate to the concerned M.P.A ان کے حلقے سے متعلق نہیں ہوتے۔

رانا آفتاب احمد خان: ایم۔پی۔اے پنجاب کا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ایک اور بات کر رہا ہوں کیونکہ مقامی ایم۔پی۔اے کا زیادہ حق بنتا ہے اور وہ علاقے کو زیادہ جانتا ہے۔ اب بہاولنگر کی ایم۔پی۔اے اوکاڑہ کی بات کرے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اوکاڑہ کے ایم۔پی۔اے صاحبان کہاں ہیں؟
I am asking that question. Where is that M.P.A from Okara? Why doesn't he take this question?

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم Members of the Provincial Assembly ہیں، یہ حلقے میں ڈویلپمنٹ کا کام نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم پُل ہے اگر آپ اس کی strategic position دیکھیں تو defence point سے بھی یہ بہت اہم ہے، ان کا سوال بڑا valid ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! مجھے اس سوال سے اعتراض نہیں ہے۔
I am concerned about those M.P.As who belong to this constituency. Why are they not asking this question?

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, she is very much concerned. She is from Bahawalnagar. So she is very concerned about it.

MR. ACTING SPEAKER: Okara is away from Bahawalnagar.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بہاولنگر کی ایم پی اے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں جانتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ پل اوکاڑہ اور بہاولنگر کے درمیان ہے۔ یہ پل اوکاڑہ اور بہاولنگر کے between join کرتا ہے اس لحاظ سے یہ ان کا حلقہ ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: In any case میں تو صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ کئی ایسے سوالات آتے ہیں لہذا میں متعلقہ ایم۔پی۔اے حضرات سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ توجہ کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! آپ کی یہ بات درست ہے لیکن ہمارے جو بھائی گورنمنٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں وہ زیادہ pain نہیں لیتے کہ بار بار گورنمنٹ پر سوال کئے جائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کے سوال پر اعتراض نہیں کیا بلکہ میں ویسے ایک direction دے رہا ہوں to the M.P.As sitting here کہ جن کے حلقے سے متعلق ہو They should ask this question تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ anyhow آپ continue کریں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ محترمہ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہیڈ سلیمانکی 1924 میں بنا تھا اور اب اسے بنے ہوئے 80 سال ہو گئے ہیں۔ یہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے۔ منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں بھی یہ بتایا ہے کہ یہ پل اپنی مدت پوری کر چکا ہے۔ 1971 کی جنگ میں اس کا کچھ حصہ damage ہوا تھا جسے عارضی طور پر repair کیا گیا تھا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی عارضی repair پر کتنی رقم لگائی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! 1971 میں اس پر 2 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ آیا تھا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ حکومت نے اسے Punjab Barrages Modernization Projectمیں شامل کیا ہے اس پر تخمینہ لاگت کتنا لگایا گیا ہے؟ نیز وزیر موصوف یہ بھی وضاحت کریں کہ اس پر کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس پراجیکٹ کے تحت 6 بیراج مکمل کئے جائیں گے۔ اس وقت صرف تونسہ بیراج پر کام شروع ہے اس کے بعد اس کی باری آئے گی یعنی دو سال بعد اس پر کام شروع ہو گا اور اس پر تقریباً 15 ملین لاگت آئے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا جو پل 80 سال پرانا ہے اور وہ اپنی مدت پوری کر چکا ہے آپ کو اس کا خیال نہیں ہے کہ اس کی کیا صورتحال ہے؟ وہاں پر تو لوگ سفر کرنے سے ڈرتے ہیں وہاں پر کوئی ٹریفک نہیں آرہی۔ کیا جب وہاں پر کوئی lossہو جائے گا تب آپ نے اسے repairکرنا ہے اور اسے نیا بنانا ہے، کیا آپ کسی ایسے حادثے کے انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کوئی ایسا حادثہ ہو تبھی اس کو ٹھیک کیا جائے یا اس کی تعمیر نو کی جائے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں فنڈز کا مسئلہ ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ اس پر 15 ملین لاگت آئے گی اور ہم نے اسے پراجیکٹ میں شامل کیا ہوا ہے۔ پورے کے پورے بیراج کی remodelingہو گی۔ یہ 15 ملین تو صرف پل پر خرچ آئے گا باقی اس کے علاوہ اس کی modeling ہو گی اور اس کا تمام سسٹم موجودہ دور کے مطابق کمپیوٹرائز کیا جائے گا کیونکہ یہ foreign aided projectہے اور باہر سے گرانٹ آتی ہے۔ اس وقت تونسہ بیراج پر کام شروع ہے۔ میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ یہ اس پراجیکٹ میں شامل ہے اور اگلے سال اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر معزز رکن اپنی گرانٹ میں سے پیسہ دیں تو ہم اس کو جلدی شروع کر دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب سے ہیڈ سلیمانکی بنا ہے اس وقت سے لے کر اب تک محکمے کو کتنے فنڈز ملے ہیں، کیا ان فنڈز سے اس کو repairنہیں کیا جا سکتا تھا، 80 سال سے محکمے کو جو فنڈز ملے ہیں وہ کہاں گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! یہ تو اس وقت کی حکومتوں کی ذمہ داری تھی۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! آپ کو بھی علم ہے کہ فنڈز ڈیپارٹمنٹ کے پاس واپس نہیں آتے بلکہ

فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پراونشل فنڈ میں جمع کرا دیئے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے محکمہ کے اپنے بجٹ کے حساب سے خرچ کئے جاتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس وقت یہ پل ٹریفک کے قابل نہیں ہے۔ میں پرسوں وہاں گیا تھا اور میں اُدھر سے گزرا تھا۔ میں راجہ صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ حکومت پاکستان C.B.R نے ایک condition لگائی ہے اور رینجرز سے کسٹم کی withdraw powers کر لی ہیں۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پیسے لے کر ٹرک گزار رہے ہیں کیونکہ اس کی پوزیشن نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دو دو سو آدمیوں کو لائن میں لگا کر تلاشی لیتے ہیں

Which is not within the powers of the rangers now

وزیر صاحب اس پر notice لیں کہ جب

Powers of the rangers had been withdrawn vide circular of C.B.R

یہ چیک نہیں ہو سکتے اور جو پیسے لے کر ہیوی ٹریفک گزارتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

تیسری بات یہ ہے کہ اصل پُل کے پلرز ابھی تک اصلی حالت میں ہیں اگر یہ اس کے گاڈرز وغیرہ تبدیل کر لیں تو تھوڑے پیسوں سے اس کی پوزیشن بہتر ہو سکتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر یہ پُل استعمال نہ ہو تو پھر اگلا پُل عارف والا سے آگے آتا ہے لہذا وزیر صاحب بتا دیں کہ یہ اس پر کیا action لیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! جیسے میں نے بتایا ہے کہ اس پر action لے رہے ہیں۔ ابھی اس پُل کی حالت اتنی خراب نہیں ہے کہ اس سے ٹریفک نہ گزر سکے۔ اس سے بھی کئی پرانے پل ہیں جہاں سے ٹریفک بڑے اچھے طریقے سے گزر رہی ہے۔ ابھی اس کی کوئی ایسی شکایت نہیں ہے۔ میں اس کی model study کروا لیتا ہوں تاکہ check کیا جا سکے کہ یہ پُل اس گنجائش میں ہے یا نہیں کہ اس سے ہیوی ٹریفک گزاری جا سکے اور اس کو جلد repair کروا دیا جائے گا otherwise جیسے میں نے پہلے بتایا کہ ہم نے اسے Punjab Barrages Modernization Project میں شامل کیا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ پل نیا تعمیر کر دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اریگیشن ایک ایسا محکمہ ہے جس سے سب زمینداروں کا واسطہ ہے لیکن اس کا حال یہ کر دیا گیا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے ہمیشہ اس کا سیکرٹری ایک ٹیکنیکل آدمی چیف انجینئر سے promote ہوتا تھا۔ اب یہ نیا کام شروع کر دیا گیا ہے کہ کوئی سول سروس کا آفیسر بھیج دیا جاتا ہے۔ یہاں ایف۔ ایس۔ سی نہیں کر سکتا تو فوج میں چلا جاتا ہے، فوج میں جب کیپٹن ہوتا ہے تو سفارش پڑتی ہے اور سول سروس میں آ جاتا ہے۔ کبھی ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن ہوتا ہے کبھی ایگریکلچر ہوتا ہے اور ultimately آپ دیکھیں کہ آج تک تین آئے ہیں سلمان غنی، جاوید مجید اور عارف ندیم یہ تینوں non-technical persons ہیں۔ جب آپ non technical persons یہاں لائیں گے تو پھر Result will be very obvious. They will not give proper briefing to the Minister یہاں پر ایک qualified technical آدمی Secretary to the Government ہونا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ پہلے میجر تھا اب کیپٹن آ گیا، ہو سکتا ہے کہ اب آپ صوبیدار لگا دیں۔ Why don't you post a technical person جس کی 60 سال عمر ہوتی ہے اور اس کا بہت زیادہ تجربہ ہوتا ہے آپ اس کی جگہ ایک 35/36 سال کا آدمی لگا دیتے ہیں جس کا کوئی تجربہ ہی نہیں ہوتا۔ اس کو یہ بھی نہیں پتا کہ وارابندی کیا ہے، چک بندی کیا ہے، خرابہ کیا ہے، سی سی کیا ہے؟ آپ اس طرح کریں بلکہ آپ کو چاہئے کہ ان وزراء کو سیکرٹری تو کم از کم qualified دے دیں تاکہ یہ سوچ سکیں۔ آپ مجھے یہ بھی بتائیں کہ آپ کی priority کون fix کرتا ہے اور یہ معاملہ top priority پر ہونا چاہئے تاکہ اس پر اچھے طریقے سے کام ہو سکے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ایک پراجیکٹ مکمل نہیں ہوتا اور دوسرا شروع کر لیا جاتا ہے اسی طرح سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بڑی اہمیت کا پُل ہے، ملک میں کوئی crisis پیدا ہو سکتا ہے اس لئے اس پُل کو آپ top priority پر renovate کریں، repair کریں تاکہ وہاں پر ٹریفک احسن طریقے سے چل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں بات یہ ہے کہ تونسہ بیراج ایک انتہائی اہمیت کا بیراج ہے کیونکہ یہ دریائے سندھ کے پر بنا ہوا ہے اور اس پر سندھ، پنجاب اور باقی صوبوں کا بھی انحصار ہے اس لئے پہلی فوقیت انہوں تونسہ بیراج کو دی ہے اور باقی جو ہیں ان کو بھی وہ consider کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی take up ہو جائیں گے۔ That is the main issue. خوش قسمتی سے تونسہ بیراج

ہمارے علاقے میں ہے اور میں اس سلسلے میں وزیر آبپاشی کا بھی شکر گزار ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ کب تک وہاں پر تعمیر شروع کروادیں گے ؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! چونکہ آپ نے بھی ابھی حکم صادر فرمایا ہے اور ہمارے دو فاضل رکن اس پر بات کر رہے ہیں تو میں انہیں یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اسی سال 06- 2005 کا یہ جو مالی سال چل رہا ہے اس میں 15 ملین سے پل کا جو deck ہوتا ہے اس کو remove کر دیں گے اور اس کو مکمل بھی کروائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 3821 بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3821، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی افادیت و اخراجات

*3821: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے اپنے افسران کے قیام کے لئے کئی اضلاع کے دور دراز علاقوں میں ریسٹ ہاؤس تعمیر کئے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ دور میں متذکرہ ریسٹ ہاؤسز کی افادیت نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ افسران کے پاس تیز رفتار گاڑیاں موجود ہیں اور اپنے علاقہ کا دورہ کر کے ایک روز میں ہی ضلعی ہیڈ کوارٹر پر پہنچ جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ریسٹ ہاؤسز پر کروڑوں روپے مرمت و تزئین و آرائش پر خرچ کئے جا رہے ہیں جو ضائع ہونے کے برابر ہیں؟

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ریسٹ ہاؤسز کو فروخت کرنے اور حاصل ہونے والی رقم کو اصلاح آبپاشی پر خرچ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے دور دراز علاقوں میں ریسٹ ہاؤسز تعمیر کئے ہوئے ہیں جو نہری نظام کو کنٹرول کرنے اور عوام کے مسائل کو بہتر اور ان کے گھروں کے نزدیک سننے اور حل کرنے کے لئے تعمیر کئے ہوئے ہیں۔

(ب) موجودہ تیز رفتار دور میں بھی ریسٹ ہاؤسز کی افادیت سابق ادوار سے کسی طور پر کم نہ ہے کیونکہ محکمانہ ضروریات اور عوامی روابط کے لئے ان کی موجودگی بہت ضروری ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ ریسٹ ہاؤسز کے سالانہ اخراجات برائے مرمت وغیرہ پر ضرورت کے مطابق اخراجات ہوتے ہیں جو کہ ان کی عمارت وغیرہ کو وقتی اور موسمی حالات سے بچاؤ کے لئے ضروری ہیں اگر ریسٹ ہاؤسز کی سالانہ مرمت نہ کی جائے تو کروڑوں کی سرکاری املاک ضائع ہو جائے گی۔

(د) محکمہ آبپاشی اپنی ضروریات کے پیش نظر ریسٹ ہاؤسز فروخت نہ کرنا چاہتا ہے۔ تمام ریسٹ ہاؤسز مفید ثابت ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ان کی ضرورت رہے گی انہیں فروخت کرنا کسی صورت بھی مفاد عامہ کے لئے سود مند نہ ہوگا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں ریسٹ ہاؤسز کی کتنی تعداد ہے اس کی وضاحت فرمادیں؟ اس کے علاوہ ان ریسٹ ہاؤسز میں سال 2004 میں کتنے آفیسروں نے ان علاقوں میں جاکر کسانوں کے مسائل سنے ہیں اور ان کو حل بھی کیا ہے اس کی تفصیل بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو fresh question ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ fresh question کی بات نہ کریں بلکہ اپنے علم والی بات کریں، آپ تیاری کر کے آئے ہوں گے، آپ کی جو معلومات ہیں وہ ہمیں بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! یہ ایک نیا سوال ہے وہ کس طرح اسے جواب دے سکتے ہیں؟ اس کے لئے آپ علیحدہ سوال کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلے وہ میرے سوال کا جواب تو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ نے سوال ہی بالکل دوسرے angle سے کیا ہے اس کا وہ کیسے جواب دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا تو سوال یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں ریسٹ ہاؤسز کتنے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سوال تو آپ کا ہے لیکن یہ جو آپ پوچھ رہی ہیں کہ کتنے آفیسروں نے tour کیا ہے اور کیا مسائل حل کئے ہیں؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے اس کے بارے میں وہ کیسے جواب دے سکتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے اس کی وضاحت کر دیں کہ ریسٹ ہاؤسز کی مرمت پر سالانہ کتنا خرچہ آ رہا ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس وقت ضلع بہاولنگر میں تقریباً 15 کے قریب ریسٹ ہاؤسز ہیں اور ان پر سالانہ خرچہ بھی اتنا زیادہ نہیں ہے، فی ریسٹ ہاؤس تیس سے پچاس ہزار روپے سالانہ خرچہ ہے اس سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جہاں تک بی بی نے دوسرا سوال پوچھا ہے وہ چونکہ دوروں کے حوالوں سے ہے کہ کتنے آفیسر وہاں پر آئے اور انہوں نے کیا مسائل حل کئے ان کی تعداد تو پھر پوچھ کر ہی بتائی جا سکتی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! جواب میں چونکہ یہ کہا گیا ہے ان ریسٹ ہاؤسز کی اس لئے افادیت ہے کہ متعلقہ آفیسر علاقے اور حلقے میں جا کر لوگوں کے مسائل سنتے ہیں اور ان کو حل کرتے ہیں۔ میں یہی پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ کونسے آفیسرز ہیں اور ان میں سے کس کس نے دورہ کیا اور کس کس کے مسائل حل کئے ہیں کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی افادیت وہ نہیں ہے جو ہونی چاہئے تھی۔ اب چونکہ ٹرانسپورٹ اتنی بہتر اور تیز رفتار ہو گئی ہے کہ آپ آدھے گھنٹے میں بہاولنگر سے منچن آباد اور ڈیڑھ گھنٹے میں بہاولنگر سے فورٹ عباس پہنچ سکتے ہیں اس لئے مجھے یہ بتایا جائے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی اب کیا افادیت رہ گئی ہے بلکہ کروڑوں روپے آپ اس کی حفاظت کے لئے اور آرائش کے لئے لگاتے ہیں تو کیا یہ کروڑوں روپے آپ بچا نہیں سکتے جو آپ ان کی حفاظت کے

لئے لگاتے ہیں ان کروڑوں روپے کا بہتر مصرف کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! جیسا کہ میں نے اپنے جواب میں پہلے ہی عرض کیا ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ اس لئے ہے کہ یہاں پر کسانوں کے لئے متعلقہ ایکس ای این صاحبان آتے ہیں اور وہاں پر وہ cases کی hearing کرتے ہیں اور ہفتے میں دو دفعہ کے لئے ان پر پابندی لگائی گئی ہے اور یہ میرے دور میں ہوا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ ضلع میں بیٹھیں اور اپنے آفس میں بیٹھ کر ان کی بات سنیں وہاں پر جائیں اور متعلقہ ریسٹ ہاؤسز میں بیٹھیں وہاں لوگوں کے جتنے بھی cases ہوتے ہیں وہ ان کو dispose of کرتے ہیں کیونکہ وہاں ریسٹ ہاؤسز میں کسانوں کے لئے پہنچنا آسان ہوتا ہے وہاں پر گراؤنڈ پر بیٹھ کر گراؤنڈ کی realities کو زیادہ جلدی judge کیا جا سکتا ہے اس لئے ان کو وہاں پر بھیجا جاتا ہے اور وہاں پر ہفتے میں دو دفعہ جا کر بیٹھتے ہیں اور ان cases کو dispose of کیا جاتا ہے اور یہ cases مختلف سیکشن، جیسے سیکشن 20، سیکشن 30، سیکشن 31 ان کینال ایکٹ کے سیکشنوں کے تحت کارروائی ہوتی ہے اور ان کو dispose of کیا جاتا ہے۔ یہ کام زمینداروں کی افادیت کے لئے ہے کہ وہ ریسٹ ہاؤسز میں بیٹھ کر کام کریں۔ جہاں تک مجھے سمجھ آئی ہے یہ چاہ رہی ہیں کہ ہم ان ریسٹ ہاؤسز کو نیلام کر دیں۔ اس سلسلے میں بھی میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ نے ان ریسٹ ہاؤسز کو auction کرنے کے لئے ایک پالیسی بنائی تھی۔ اس وقت محکمہ نہر کے پاس جو کل ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی تعداد پورے صوبے میں 712 ہے۔ اس میں سے 188 محکمہ نہر کے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کو ہم نے پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کو اختیار دے دیا تھا تاکہ وہ ان کی نیلامی کر سکیں جس میں سے ابھی تک انہوں نے اس تین سال کے عرصہ کے دوران صرف 24 ریسٹ ہاؤس یعنی 188 میں سے 24 ریسٹ ہاؤس dispose of کئے ہیں باقی 164 ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ ان 24 ریسٹ ہاؤسز کا صرف 15 کروڑ روپیہ آیا ہے۔ ابھی بھی 164 بقایا پڑے ہیں۔ انتہائی سست روی سے کام ہوا اور اس کی وجہ یہ بنی کہ Price Assessment Committee نے جو price assess کی تھی bid اس سے کم کی آئی۔ اس وجہ سے یہ dispose of نہیں ہو سکے۔ اب ہم نے اس پالیسی کو بھی تھوڑا سا تبدیل کیا ہے۔ ان کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے کہ ہمارے محکمے کے آفیسرز اور ایکس ای این ہفتے

میں دو دفعہ وہاں جاکر بیٹھیں اور لوگوں کے مسائل حل کریں اس لئے اب ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ریسٹ ہاؤسز کی جو بلڈنگ ہے اور اس کی جو approach road ہے اس کو چھوڑ کر جو باقی ایریا ہے، جو فالتو زمین پڑی ہوئی ہے اس کو فروخت کیا جائے۔ اس کو ہم پرائیویٹائزیشن بورڈ کو دے رہے ہیں تاکہ باقی زمین کو وہ نیلام کر سکیں۔ ریسٹ ہاؤسز اور approach road کو ہم اپنے پاس رکھیں گے تاکہ ان cases کو dispose of کرنے کے لئے متعلقہ آفیسر ان لوگوں کی personal hearing کر سکیں اور لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس میں اپنی رائے بھی دے دوں۔ ریسٹ ہاؤسز بہت اہم ہیں اور بڑے اچھے areas میں بنائے گئے تھے، remote areas میں بنائے گئے تھے وہ ایسا کام کر رہے ہیں جو آپ کے جدید ہوٹل بھی نہیں کر سکتے۔ جو لوگ رات کو سفر کرتے ہیں اور ان کو کہیں اور جگہ نہیں ملتی وہ ان ریسٹ ہاؤسز میں بھی جاکر رہ سکتے ہیں۔ ان ریسٹ ہاؤسز کو اگر آپ نے بیچ دیا یا ان کی زمین کو بیچ دیا تو اس کی افادیت ختم ہو جائے گی۔ یہ ریسٹ ہاؤس بہت اہم ہیں اور بیس بیس میل کے فاصلے پر ایک ریسٹ ہاؤس بنا ہوا ہے جو تمام علاقے کو cover کرتا ہے اور خصوصاً remote areas کو cover کرتا ہے۔ جہاں کوئی جانا نہیں چاہتا وہاں پر بھی یہ بنگلے بنے ہوئے ہیں اور یہ آج کے بھی نہیں ہیں، سو سال پرانے بنے ہوئے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ان پر توجہ دیں ان ریسٹ ہاؤسز کا جیسے پہلے نظام چلتا تھا اسی طرح کا نظام چلایا جائے۔ اس طرح نہروں پر بھی کنٹرول ہوگا اور آپ کی نہریں بھی صحیح طرح سے چلیں گی، اگر ریسٹ ہاؤسز ختم ہو گئے تو نہریں نہیں چل سکیں گی کیونکہ جب آپ کے محکمے کے افسران وہاں پر موجود نہیں ہوں گے، کوئی چیک کرنے والا نہیں ہوگا تو پھر اس کا سارا سسٹم بھی خراب ہو جائے گا۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ ریسٹ ہاؤسز انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اور ان کو جیسے پہلے چلایا جاتا تھا ویسے ہی چلایا جائے۔ عام کسان بھی اس سے مستفید ہوتا ہے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب والا! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے 24 ریسٹ ہاؤس نیلام کئے ہیں کیا ان کا یہ محل وقوع بتا سکتے ہیں جن کو انہوں نے نیلام کر دیا ہے؟ میرے خیال میں وہ بہت قیمتی جگہ ہو گی یا تو وہ شہر کے اندر واقع ہوں گے یا وہ کسی کے کام آ سکتے ہیں جنہوں نے یہ نیلام کئے ہیں اس لئے یہ اس کی تفصیل بتائیں کہ وہ کہاں کہاں پر واقع تھے اور ان

کو کس طریقے سے نیلام کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس سلسلے میں یہ وضاحت کر دوں کہ پچھلی حکومت میں یہ پالیسی بنائی گئی تھی اور یہ ریسٹ ہاؤسز پرائیوٹائزیشن کمیٹی کو منتقل کئے گئے تھے ان کی بات بجا ہے کہ یہ وہ ریسٹ ہاؤسز ہیں جو نیلام ہو گئے ہیں جو کہ اچھے علاقوں میں تھے اور وہاں پر ان کی افادیت تھی۔ Price Assessment Committee نے جو price assess کی تھی اس کے مطابق اس کی bid آئی لیکن اب چونکہ ہم نے یہ پالیسی تبدیل کر دی ہے اور جیسا کہ آپ نے بھی فرمایا ہے اب ہم نے یہ policy change کر دی ہے۔ یہ واقعی حقیقت ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو اس لئے بنایا گیا تھا تاکہ دور دراز علاقوں میں جا کر لوگوں کے مسائل سنے جا سکیں۔ ہماری موجودہ گورنمنٹ نے چونکہ یہ پالیسی اب change کر دی ہے تو اس وجہ سے اب ہم ان کو نیلام نہیں کر رہے اگر یہ کہیں تو میرے پاس 24 ریسٹ ہاؤسز کی فہرست ہے میں انہیں دکھا سکتا ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: Next question is 3923, Mr. Ihsan-ul-haq Ahsan.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: سوال نمبر 3923۔

تھل کینال کی مجموعی سیرابی گنجائش اور سیرابی رقبہ کی تفصیل

3923: جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھل کینال کل کتنے رقبے کو سیراب کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور آج کل کتنے رقبہ کو سیراب کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کینال میں پانی کا اضافہ کیا گیا ہے اگر ہاں تو کتنا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بنیادی طور پر تھل کینال چودہ لاکھ بہتر ہزار ایکڑ کو سیراب کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اور اس کی گنجائش 6000 کیوسک تھی۔ زرعی زمینوں کی تیزی سے ترقی کے باعث 1960 کی دہائی کے دوران نہر کی گنجائش 6000 کیوسک سے بڑھا کر 7500 کیوسک کرنا پڑی کیونکہ

زرعی رقبہ 1673000 ایکڑ سے تجاوز کر گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تیزی سے رقبہ زیر کاشت آنے لگا اس وقت یہ نہر کل 2300000 ایکڑ کو سیراب کر رہی ہے۔

(ب) تھل کینال کی ریماڈلنگ کا منصوبہ 98-1997 میں شروع کیا گیا تھا تاکہ اس کی گنجائش 9000 کیوسک کر دی جائے۔ نہر پر تقریباً 75 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے امید ہے بقیہ کام موجودہ مالی سال 06-2005 میں مکمل ہو جائے گا منصوبہ کے مکمل فوائد اس کے مکمل ہونے کے بعد ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر آبپاشی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس تھل کینال کی remodeling کے لئے اڑھائی ارب روپے کا پراجیکٹ منظور کروایا۔ اس میں ان کی ذاتی تگ و دو اور کوشش کا دخل ہے اور اس پر بڑی تیزی سے کام جاری ہے جو جون تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان کے اندر 42 نہری نظام ہیں اور تھل کینال واحد وہ نظام ہے جو ہم نے contractual right کے تحت 75 فیصد زمینیں دے کر پانی لیا تھا۔ پورے پاکستان کو پاکستان کا شہری ہونے کی وجہ سے پانی دیا گیا ہے صرف تھل کینال کے لوگوں نے 75 فیصد زمینیں دے کر پانی لیا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ہم سے زمینیں لی گئی تھیں تو اس وقت water allowance 4.57 تھا لیکن جب نئی زمینیں شامل ہوتی گئیں تو اب ہمارا واٹر الاؤنس 3.17 ہے۔ اب اگر زمینیں لے کر ہمیں پانی دیا گیا ہے تو معاہدے کے اندر جو پانی دیا گیا تھا تو اگر زمینیں لی ہیں تو پانی کیوں ensure نہیں ہوتا۔ وزیر آبپاشی نے حلف لینے کے فوری بعد اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ایک Rationalization of the Water Allowances Vision پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ جن علاقوں کے واٹر الاؤنسز کم ہیں انہیں ہم زیادہ کریں گے۔ پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے؟ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1948 میں نہر بنی تو اس وقت 6000 کیوسک واٹر الاؤنس تھا اور اس کا سی سی اے 14 لاکھ ایکڑ تھا بعد میں remodeling کے تحت 1960 میں 7500 ہوا اور اس میں زمین تقریباً 16 لاکھ ایکڑ تھی۔ اب جو remodeling ہو رہی ہے وہ جون 2006 میں مکمل ہو گی اس وقت ان کے مطابق اس کا پانی 9000 کیوسک ہو جائے گا اگر یہ 4.57 واٹر

لاؤنس کے تحت کیا جائے تو ہمارا حق تقریباً پونے بارہ ہزار کیوسک بنتا ہے اور ان کی رپورٹ کے مطابق 9000 کیوسک ہوگا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکستان کا واحد مظلوم علاقہ جس نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے۔ 42 نہروں میں سے 41 نہروں کے لوگوں کو پاکستان کا شہری ہونے کی وجہ سے پانی دیا گیا اور ہم واحد مظلوم ہیں جنہوں نے زمینیں دے کر پانی لیا تو جو contract ہے اس کے مطابق بھی ہمارا حق ہمیں نہیں مل رہا وہ تقریباً پونے بارہ ہزار کیوسک ہے۔ انہوں نے جو 14 لاکھ ایکڑ زمین کو پانی دیا تو ہمارے 40 لاکھ ایکڑ کی کٹوتی کی گئی تو ہمیں ملا۔ اب اگر یہ remodeling کے بعد 23 ہزار ایکڑ irrigate کریں گے تو پونے بارہ ہزار کیوسک ہونا چاہئے تو یہ ہمیں 9000 کیوسک دیں گے، اس کی ذرا وضاحت فرمادیں؟

وزیر آبپاشی: میں سب سے پہلے تو فاضل رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تھل کینال کے حوالے سے محکمہ کی کارکردگی کو appreciate کیا ہے۔ جیسا کہ فاضل رکن نے خود ہی بتایا ہے کہ 1960 کی دہائی میں جب یہ بنائی گئی تھی تو اس کی گنجائش 6000 کیوسک سے بڑھا کر 7500 کیوسک کر دی گئی ہے اب ہم اس کی دوبارہ remodeling کر رہے ہیں جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جون تک مکمل کر لی جائے گی اور اس کو 9000 کیوسک بڑھا دیا جائے گا۔ یہ واٹر الاؤنس کی بات کر رہے ہیں اس وقت تھل کینال کا واٹر الاؤنس 3.18 ہے۔ واٹر الاؤنس چونکہ زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے اور اس کو ایک فارمولے کے مطابق دیا جاتا ہے اور یہ چونکہ سالانہ نہر ہے اس لئے اس کا واٹر الاؤنس کم ہوتا ہے اور ششماہی نہروں کا واٹر الاؤنس زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ground acquifier کو build up کر کے زمینی پانی کی ground availability کو ممکن بنائیں تاکہ آئندہ چھ ماہ وہ وہاں سے پمپ کر سکیں تو اس لئے اس کا واٹر الاؤنس زیادہ ہوتا ہے جبکہ سالانہ نہروں کا واٹر الاؤنس کم ہے اگر اس علاقے کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو باقی نہروں کا واٹر الاؤنس اس سے بھی کم ہے۔ انہوں نے جو پہلے بات کی کہ ہم نے rationalization کے حوالے سے بات کی تھی کہ واٹر الاؤنس کی rationalization کی جائے گی لیکن چونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ کچھ نہریں ایسی بھی ہیں جن کا واٹر الاؤنس بہت زیادہ ہے جیسے کہ مظفر گڑھ اور ڈی جی خان کینالز کا 6.36 ہے تو اگر اب ہم کچھ نہروں کا کم کریں گے اور کچھ نہروں کا واٹر الاؤنس بڑھائیں گے تو وہاں کے لوگ شاید اس بات کو تسلیم نہ کر سکیں اور یہ معاملہ politicize ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی محکمہ اس کے حق میں ہے کہ ہم اس

کی rationalization کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو کہ studies کر رہی ہے اور یہ studies تمام معاملات کو دیکھ کر کی جا رہی ہے اور اس studies کی رپورٹس فیڈرل گورنمنٹ کو بھی ارسال کی گئی ہیں جس نے 3 studies کا ذکر کیا ہے جس میں یہ studies بھی شامل ہے جس میں ہم نے زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر اس پانی کی افادیت کو دیکھنا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس studies کی رپورٹ آنے کے بعد پھر ہم اس پر غور کر سکیں گے کہ چونکہ یہ نہر 9000 کیوسک کی ہو رہی ہے تو اس کا واٹر الاؤنس کتنا بڑھایا جا سکتا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا to the point جواب نہیں دیا گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے۔ اس وقت 4.57 water allowance for one thousand acre تو زمین تو دی گئی تھی کہ ہمیں اتنا پانی ملے گا۔ اب زمین تو دی جا چکی اور پانی کا واٹر الاؤنس 3.17 کر دیا گیا۔ پورے پاکستان کو citizenship right پر پانی ملتا ہے اور ہم واحد مظلوم ہیں جنہیں contractual right پر پانی ملتا ہے اور contractual right سے بھی کم کر دیا جائے۔ میرے اس سوال کا جواب دیا جائے اور اس میں دوسری بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا ہے کہ واٹر الاؤنسز زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر بنائے جاتے ہیں۔ میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے وہ رولز بتاتا ہوں کہ واٹر الاؤنس ان علاقوں میں زیادہ ہوگا جو sandy area ہے اور تھل کینال total sandy area میں ہے۔ اس کا دوسرا فارمولا یہ ہے کہ واٹر الاؤنس وہاں زیادہ ہوگا جو علاقہ دریا سے دور ہوگا اور ہمارا اس نہر کا علاقہ دریا سے دور ہے۔ تیسرا فارمولا یہ ہے کہ واٹر الاؤنس وہاں زیادہ ہوگا جہاں پر air کے اندر moisture level کم ہوگا اب sandy area کے اندر ہمیشہ moisture level کم ہوتا ہے۔ چوتھا فارمولا یہ ہے کہ وہاں پر واٹر الاؤنس زیادہ ہوگا جہاں پر نیچے brackish واٹر ہے اور almost ہمارے area کے اندر brackish water ہے۔ پانچواں فارمولا یہ ہے کہ ایسے علاقے جہاں پر زیادہ سے زیادہ زمین بنجر ہو جس کو آباد کرنے کے chances زیادہ ہوں وہاں پر واٹر الاؤنس زیادہ ہوگا۔ جناب! پورے پنجاب کو دیکھ لیں یہ پانچوں کے پانچوں اریگیشن رولز for the determination of water allowance وہ ہماری نہر اور ہمارے area کو support کرتے ہیں۔ پنجاب کے اندر 24 نہروں میں سے 4 نہریں ایسی ہیں جن کا واٹر الاؤنس ہم سے کم ہے اور اس کی بھی مجبوری یہ ہے کہ اگر ان کا واٹر الاؤنس ہمارے برابر کر دیا جائے تو وہاں سیم ہو

جائے گی۔ اس لحاظ سے تھل کینال کا واٹر الاؤنس پورے پنجاب میں سب سے کم ہے اور ہمارا 3.17 ہے اور پنجاب میں ایسی نہریں بھی ہیں جن کا 9/9 کیوسک per one thousand acres ہے۔ اب 9 کیوسک دیکھیں، 8 کیوسک دیکھیں اور ہمارا 3.17 ہے اور ہم ہیں جنہوں نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے۔ میرے ان دو سوالوں کا to the point جواب دیں کہ contractual right پر ہمیں ہمارا حق ملنا چاہئے اور واٹر الاؤنس کے تمام رولز تھل کو supported ہیں اور ہمارا واٹر الاؤنس پھر پورے پنجاب میں سب سے کم ہے۔ میں منسٹر اریگیشن سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے ان دو سوالوں کا to the point جواب دے دیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! انہوں نے پہلی بات یہ کی ہے کہ ہم نے زمینیں دے کر اس تھل کینال کو لیا ہے تو اس پر میں نے انہیں یہ پہلے عرض کر دیا ہے کہ پہلے یہ 1400 کیوسک کی نہر تھی اس کے بعد یہ 6000 کی ہوئی، پھر 7500 کی ہوئی اور اب اس کو 9000 کیوسک کیا جا رہا ہے تو انہوں نے چونکہ اپنی زمینوں کی قربانی دی تو اس حوالے سے اسے 9000 کیوسک کیا جا رہا ہے۔ یہ جو واٹر الاؤنس کی بات کر رہے ہیں اب میں اس پر آ رہا ہوں۔ انہوں نے میری اس بات کی تشریح خود ہی کر دی ہے کہ میں نے جب یہ پہلے بتایا کہ واٹر الاؤنس زمینی حقائق کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے تو انہوں نے اس کے جو پانچ رولز بتائے ہیں تو یہ سارے کے سارے زمینی حقائق ہی تو ہیں جس میں زمین کی قسم، پانی کی گہرائی، بارش کا علاقہ، فصلوں کی اقسام یہ ساری کی ساری چیزیں دیکھ کر ہی water allowance کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس نہر کا water allowance پہلے ہی 3.185 تھا اس کو کم نہیں کیا گیا۔ انھوں نے کہا ہے کہ پہلے زیادہ تھا اور اب کم کر دیا گیا ہے تو water allowance وہی رہا ہے۔ اس کو بڑھانے کے لئے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم study کروا رہے ہیں تو study کی رپورٹ کے بعد ہی میں اس پر واضح بات کر سکوں گا۔ انھوں نے جہاں تک یہ بات کی کہ تھل کینال کا water allowance سب سے کم ہے تو میں ان کو بتا دوں کہ اس وقت سرگودھا میں L.J.C یعنی جو میرا علاقہ ہے اس کا water allowance سب سے کم ہے۔ وہ 2.25 کیوسک ہے جو ان کی تھل کینال سے بھی کم ہے۔ Water allowance کو زمینی حقائق پر build up کیا جاتا ہے جس کی تعریف میں نے بتائی ہے۔ اب انہی کے حوالے سے جب study آ جائے گی تو پھر اس پر غور و فکر کیا جا سکتا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ پانی کو بڑھایا ہے کہ چھ ہزار

کیوسک سے ساڑھے سات ہزار کیوسک اور ساڑھے سات ہزار کیوسک سے نو ہزار کیوسک، میں یہی تو بات کرتا ہوں کہ چھ ہزار کیوسک اس وقت تھا جب 14 لاکھ ایکڑ irrigated area تھا اور ساڑھے سات ہزار کیوسک اس وقت تھا جب 16 لاکھ ایکٹر تھا۔ یہ نو ہزار کیوسک اس وقت ہو گا جب یہ 23 لاکھ ایکٹر ہو گا۔ میں یہ کہوں گا کہ جن 14 لاکھ ایکٹر والے لوگوں نے زمینیں دے کر پانی لیا ہے، ان کے بعد جنھیں پانی ملا ہے انھوں نے تو زمینیں نہیں کٹوائیں اور پانی تو ان 14 لاکھ ایکٹر والے لوگوں کا کاٹ کر انھیں دیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ to the point یہ بتائیں کہ انھوں نے جن لوگوں سے زمینیں لی ہیں ان کو حق دیا ہے یا نہیں دیا ہے۔ یہ دو لفظی بات کریں، یہ زمینیں ساتھ بڑھاتے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ study کر رہے ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! study تو rationalization of water allowances پر ہو رہی ہے۔ میرا سوال مختلف ہے۔ یہ اس پر مٹی ڈال رہے ہیں۔ یہ اس کو generalize کیوں کرتے ہیں to the point بات ہے کہ 14 لاکھ ایکٹر کے لئے چھ ہزار کیوسک پانی تھا، 16 لاکھ ایکٹر کے لئے ساڑھے سات ہزار کیوسک تھا اور اب 23 لاکھ ایکٹر کے لئے نو ہزار کیوسک پانی ہو گا۔ اگر contractual rights کی بنیاد پر چھ ہزار کیوسک پانی 14 لاکھ ایکٹر کو دیتے ہیں تو جب زمین بڑھتی ہے تو پانی بھی بڑھنا چاہئے لیکن پانی تو نہیں بڑھ رہا اس کے مطابق ساڑھے گیارہ ہزار کیوسک تک پانی بڑھنا چاہئے اب جون 2006 کو نو ہزار کیوسک دیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جنھوں نے زمینیں دیں ہیں اور جس ratio پر زمینیں دی ہیں اس پر انھوں نے act upon کیا ہے یا نہیں؟ اس پر to the point بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ to the point بتا رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ بات اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ پورے پنجاب کے اندر پانی کی تقسیم میں تھل کینال کو contract کے باوجود سب سے کم پانی دیا گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئے روز اچھے کاموں کے لئے گورنمنٹ ترامیم کرتی ہے اور نئی تجاویز لاتی ہے اور نئے قوانین لاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ جو زیادتیاں پنجاب میں تھل کے اندر موجود ہیں ان کو حل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دوبارہ پنجاب کے اندر پارلیمنٹ کے تحت ایک کمیٹی بنائی

جائے جس میں پورے پنجاب کا پانی دوبارہ تقسیم کیا جائے اور عدل اور انصاف کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے تاکہ سب کو ایک جیسا پانی ملے۔ یہ کبھی نہیں کر سکتے اس کا جواب دیں، ان کے پاس کوئی کواب نہیں ہے۔ نولاٹیا صاحب نے جیسے فرمایا ہے کہ 14 لاکھ ایکٹر کے لئے نہر بنی تھی اور 14 لاکھ ایکٹر کو پانی دے کر آبیانہ لیا گیا تھا۔ یہ 14 لاکھ سے 23 لاکھ ایکٹر تک پہنچ گئی ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے، کیا یہ ڈکیتی نہیں ہے کہ ہم آبیانہ اتنا دے رہے ہیں، گورنمنٹ کو ریونیو اتنا دے رہے ہیں اور ہمارا پانی کاٹ کر انھیں دیا گیا ہے جنھوں نے ایک پیسا بھی اس پانی کے لئے نہیں دیا۔ ہماری آدھی زمینیں لی ہیں اور جن کو پانی دیا گیا ہے ان سے ایک مرلہ بھی زمین نہیں لی گئی کیا یہ انصاف ہے؟ یہ دہائی کہاں ڈالی جائے، کس کو پکارا جائے، کس سے کہا جائے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے اور میں آپ کی سربراہی میں حکومت پنجاب سے یہ اپیل کرتا ہوں، مطالبہ کرتا ہوں کہ اس عدل کو قائم کرنے کے لئے وہ ازسرنو ایک کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی کا سربراہ وزیر آبپاشی ہو اور نئے سرے سے پنجاب میں پانی کی تقسیم ہو تب ہمیں ہمارا حق مل سکتا ہے ورنہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مجھے to the point بتائیں کہ جو معاہدہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی to the point سے کیا مراد ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ غیر متعلقہ بات کر کے اس کو ٹال دیتے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ جس معاہدے کے تحت جتنا پانی مجھے ملنا چاہئے تھا کیا وہ پانی ملا اگر نہیں ملا تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: گجر صاحب نے تجویز دی ہے، آپ نے بھی تجویز دی ہے ان کی study آنے دیں۔ اس کے بعد فیصلہ ہو گا۔ وزیر آبپاشی آپ کی study report کب آئے گی؟

وزیر آبپاشی: اس study پر ابھی کم از کم 3 ماہ درکار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: study کس چیز کی ہو رہی ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! study یہی ہو رہی ہے کہ جو ground water reservoirs ہیں ہم ان کو دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ ان کو کتنی availability درکار ہوتی ہے اور کتنا پانی اس کو چاہئے اور کتنے

پانی کی افادیت نہیں ہے۔ بہر حال جو بات چودھری احسان الحق صاحب کر رہے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ ہم نے پانی کے حساب سے بڑھا تو دیا ہے لیکن پانی کی اس وقت شدید کمی ہے۔ ہمارے پاس reservoirs نہیں ہیں۔ وہ دو ہی ہیں جن پر ابھی فیصلہ ہونا ہے کہ آئندہ اور کون سے reservoirs بننے ہیں اس لئے اس حوالے سے جیسے ہی معاملے حل ہوں گے تو پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے گا اس وقت ہی ہم بنیادی طور پر ان معاملات پر فیصلے کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک بات کی گئی ہے کہ ہم اس پر آبیانہ دے رہے ہیں تو پہلے ہی تھل کینال سسٹم پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے رعائیت دے دی ہے۔ باقی پنجاب کا آبیانہ 85 روپے لیا جاتا ہے جبکہ تھل پر 50 روپے خریف میں ہے اور ربیع میں پنجاب بھر میں 55 روپے ہے اور تھل پر 45 روپے ہے۔ ہم نے تھل کا آبیانہ تو پہلے ہی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت کم کر دیا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی سے حکومت نے مہربانی کی کہ انھوں نے تھوڑا سا آبیانہ کم کیا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت کو اس بات پر کیا اعتراض ہے کہ اگر تقسیم کسی وجہ سے غلط ہے تو وہ دوبارہ تقسیم کیوں نہیں ہو سکتی، اس کو کیوں نہیں چیک کیا جا سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی چونکہ پانی کی قلت ہے اور جب تک mega projects نہیں بنتے اور پانی نہیں ہو گا تو اس پر کیا ہو گا؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں ان کی بات پر اتنا کہتا ہوں کہ جب study کی رپورٹ آ جائے گی تو ان کی اس تجویز کو بھی اس میں رکھ لیا جائے گا۔ میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کی رپورٹ آنے پر ہم ان کی تجاویز کو سامنے رکھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی نہ کوئی بہتر حل نکال لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہاں آپ نے تھل میں آبیانہ کی بات کی ہے۔ میں نے اس کمیٹی میں راجن پور کا ذکر بھی کیا تھا کہ اس کو بھی اسی level پر consider کیا جائے جس پر وعدہ کیا گیا تھا کہ راجن پور کو بھی consider کیا جائے گا کیونکہ وہ بہت دور افتادہ علاقہ ہے اور پانی نہیں پہنچتا اور لوگوں کو آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اس کو بھی look and took کیا جائے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سوہل مائیز کینال کے جے سنگھ والہ سے کوٹلی خیر الدین شیخوپورہ کے مسائل

*4237: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے نہروں کی ترقی واصلاح کے لئے 84۔ارب روپے خرچ کرنے کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سوہل مائیز کینال کے جے سنگھ والہ سے کوٹلی خیر الدین (ضلع شیخوپورہ) کے کنارے بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں، جانوروں کے لئے پانی پینے کے بنائے گئے گھاٹ بھی ٹوٹ چکے ہیں مذکورہ مائیز پر کھونڈا ریلوے سٹیشن کے قریب بنائے گئے پُل کے دونوں طرف کے کنارے بھی ٹوٹ گئے ہیں اور اس مائیز کی عملاً ایک مدت سے بھل صفائی بھی نہیں ہوئی؟

(ج) کیا اس نہر پر کوٹ نواب خان تا جے سنگھ والہ پر نیا پل بنانے کا تخمینہ تیار کیا گیا ہے یہ تخمینہ کتنا ہے اور نیا پل کب تعمیر کیا جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کے شروع ہونے والی جگہ پر بھی سائیڈ دیوار کے ٹوٹ جانے سے پانی دوسری نہر میں گر جاتا ہے اور اس نہر کا منظور شدہ پانی نہر کے آغاز پر ہی کم ہو جاتا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) حکومت پنجاب نے اس مد میں سال 06-2005 کے لئے 9000 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) سوہل مائیز کینال کے کناروں کی مرمت اور جانوروں کے پینے کے لئے بنائے گئے گھاٹ اور کھونڈا ریلوے سٹیشن کے قریب پل کی مرمت وغیرہ کا کام مکمل کر دیا گیا ہے، راجباہ سوہل کی بھل صفائی کا کام بھی مکمل کر دیا گیا ہے۔

(ج) اس نہر پر کوٹ نواب خان تاجے سنگھ والہ پل بنانے کا کوئی تخمینہ تیار نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

(د) سوہل راجباہ اور مرید کے برانچ کے ہیڈ کی درمیانی دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصہ کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے اور نہر میں منظور شدہ پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

اریگیشن ورکشاپ بھلوال، 04-2003، فراہم کردہ رقم اور اخراجات کی تفصیل

*5611: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اریگیشن ورکشاپ بھلوال کو سال 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس ورکشاپ میں مذکورہ عرصہ کے دوران سرانجام دیئے گئے کام اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اس ورکشاپ میں مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے کی مد میں ادا کی گئی؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم گاڑیوں/پٹرول/یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی:

(الف) اریگیشن ورکشاپ بھلوال کو سال میں 04-2003 رقم بطور بجٹ گرانٹ مبلغ 1,77,82,000 روپے فراہم کی گئی۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ایم آر لنک (پسرور ڈویژن سیالکوٹ) کا کام ان کی فراہم کی گئی رقم کے مطابق مبلغ 10,84,533 روپے اخراجات سے سرانجام دیا گیا۔ علاوہ ازیں تریموں بیراج کے کام پر مبلغ 20,49,715 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں ادائیگی مبلغ 1,29,47,610 روپے اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ 13,99,634 روپے ادائیگی مذکورہ عرصہ کے دوران کی گئی۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران گاڑیوں اور پٹرول کی ادائیگی پر مبلغ 10,77,655 روپے اور

یوٹیلٹی بلوں کی ادائیگی پر مبلغ 10,45,699 روپے خرچ ہوئے۔

محکمہ انہار، رحیم یار خان، آفیسروں کی منظور شدہ اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیلات

*5641: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انہار رحیم یار خان میں ایس۔ای، ایکسئین، ایس۔ڈی۔اوز اور اوور سیئرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور اس ضلع میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) ان میں سے کتنے افراد کے خلاف محکمانہ انکوائریاں کس کس بناء پر چل رہی ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے افراد کا عرصہ تعیناتی اس ضلع میں تین سال سے زیادہ ہے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو یکم جنوری 2003 سے آج تک کتنی تنخواہ اور ٹی۔اے/ڈی۔اے ادا کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) منظور شدہ اسامیاں محکمہ انہار رحیم یار خان درج ذیل ہیں:-

ایس۔ای	ایکسئین	ایس۔ڈی۔اوز	اوور سیئرز
1	3	9	42

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایک ایس۔ڈی۔او اور چھ اوور سیئرز کے خلاف محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ایس ڈی او کے خلاف برانچ میں شگاف پڑنے کی وجہ سے انکوائری چل رہی ہے اور چھ اوور سیئرز کے خلاف نہر میں شگاف پڑنے اور موگے توڑنے کی بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں۔

(د) گورنمنٹ پالیسی کی رو سے ایک X.E.N، دو S.D.Os اور چودہ اوور سیئرز کا عرصہ تعیناتی رحیم یار خان سرکل میں زیادہ ہے اس سلسلہ میں مناسب کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ہ) یکم جنوری2003 سے آج تک جو تنخواہ اور ٹی اے، ڈی اے دیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے
76,49,116	3,14,947

علاقہ پنج کٹھہ، راولپنڈی۔ باغات کے لئے نہری پانی کی فراہمی کا مسئلہ

*5977: جناب محمد وقاص: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خان پور ڈیم کے ارد گرد کا علاقہ مالٹوں اور لیچی کی پیداوار کے لئے مشہور ہے اور یہاں پر ان کے بے شمار باغات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ پنج کٹھہ بھی (جو کہ پی پی۔8 راولپنڈی میں شامل ہے) اسی ڈیم کے پانی سے سیراب ہوتا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ کئی سال سے یہ علاقہ ڈیم کے پانی سے محروم ہے اور یہاں کے پھلوں کے باغات بتاہ و برباد ہو گئے ہیں؟

(د) حکومت نے اس علاقے کو آباد کرنے کے لئے کیا پلان کر رکھا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنج کٹھہ سسٹم سے علاقہ کے لوگ مستفید ہوتے رہے ہیں۔ خانپور ڈیم کی تعمیر کے بعد یہ سسٹم ختم ہو گیا اور علاقہ کے لوگ پانی سے محروم ہو گئے۔

(ج) درست ہے۔

(د) گورنمنٹ پنجاب نے اس علاقہ کو سیراب کرنے کے لئے ایک منصوبہ Revival of Punj Katha بنایا ہے جس میں موضع سالار گاہ کے لئے فیڈنگ چینل اور عثمان کھٹسڑ وغیرہ کے لئے ایک عدد چینل اور یونین کونسل عثمان کھٹسڑ، لب ٹھٹھو اور گڑھی سکندر کے لئے تین تین ٹیوب ویل برائے آبپاشی لگانے کی سکیم شامل ہے۔

مونڈی مائنیز تحصیل خانپور، رحیم یار خان، ٹیل پر واقع موضع کے لئے پانی کی فراہمی

*6232: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مونڈی مائنیز تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کن کن موضع جات کے کتنے کتنے رقبہ کو سیراب کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس مائنیز کے ٹیل پر واقع قصبہ مونڈی لاڑ کو عرصہ بیس سال سے پانی فراہم نہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اس قصبہ کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہیں اور اس قصبہ کا زرعی رقبہ بنجر ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس مائنیز کی ٹیل پر واقع قصبہ کو پانی برائے آبپاشی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مونڈی مائنیز سے تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کے سیراب کردہ رقبہ اور موضع جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام موضع	رقبہ آبپاش شدہ
مڈ بھورہ	141ایکڑ
کھوکھراں	51ایکڑ
موسے کانجو	236ایکڑ
نیل گڑھ	1018ایکڑ
فیض آباد	164ایکڑ
شاہ محمد مڑل	981ایکڑ
کوٹلہ مائی	1566ایکڑ
چک نمبر61	268 ایکڑ
مونڈی لاڑ	247ایکڑ
ٹوٹل	4675ایکڑ

(ب) مونڈی مائنیز کی پرانی ٹیل بر آر ڈی23800 کے مالکان کی مرضی کے مطابق چک بندی اینڈ ریماڈلنگ ڈویژن رحیم یار خان نے سکارپ VI پراجیکٹ برائے جنرل ریماڈلنگ و

جنرل چک بندی کے تحت جھول مائنز پر نیا موگہ بر آر ڈی R/8600 پر تجویز کیا۔ چند زمینداران نے عدالت سے اس موگہ کے خلاف حکم امتناعی لے لیا۔ اس طرح سے زمینداروں کی آپس کی لڑائی اور ذاتی عناد کی وجہ سے مقدمات عدالتوں میں رہے جن کی وجہ سے ان لوگوں کو نیا موگہ بر آر ڈی R/8600 جھول مائنز سے پانی نہ مل سکا مگر مونڈی مائنز سے پانی کی فراہمی جاری رہی۔ اب مونڈی مائنز کی ٹیل 23800 آر ڈی سے 33200 آر ڈی تک extend کر دی گئی ہے اور آبنوشان کا مطالبہ پورا ہو چکا ہے۔ ٹیل پر پورا پانی پہنچ رہا ہے۔

(ج) جزو بالا میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

عباسیہ لنک کینال رحیم یار خان۔ تاریخ افتتاح، کارکردگی اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*6290: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) عباسیہ لنک کینال رحیم یار خان کا افتتاح کب کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چند بااثر خاندان اس نہر کو چلنے نہیں دے رہے ہیں؟

(ج) اپریل 2004 سے آج تک اس نہر کو کس کس وجہ سے بند کیا گیا اور ہر دفعہ کس کے احکامات کے تحت چلایا گیا؟

(د) اس نہر سے مذکورہ ضلع کا کتنا رقبہ آبپاش ہوا ہے اور کتنے کسانوں کو فائدہ ہوا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس نہر کو سالانہ نہر کا درجہ دینے اور اس کو مستقل طور پر چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) عباسیہ لنک کینال کا افتتاح مورخہ 29-04-2004 کو وزیر آبپاشی پنجاب نے کیا۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔

(ج) اپریل 2004 سے نہر مسلسل چلتی رہی ہے اور اکتوبر میں پانی کی کمی اور فصلوں کے لئے پانی کی کم ضرورت کی وجہ سے بند رہی جو کہ محکمہ انہار کی جنرل پالیسی کے تحت تھا۔

(د) عباسیہ لنک کینال سے رحیم یار خان کینال سرکل کا کل 351123-ایکڑ رقبہ سیراب ہو رہا ہے۔

(ہ) یہ ایک پالیسی معاملہ ہے۔

ضلع جہلم، 05-2003، چھوٹے ڈیموں کی تعمیر کے لئے فنڈز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6727: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے دوران ضلع جہلم میں کتنے چھوٹے ڈیم بنانے کے لئے رقم مختص کی گئی اور جو زیر تعمیر ہیں ان کے نام، مقام، کتنے رقبہ پر محیط ہیں، نیز پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہر ایک ڈیم کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کریں۔

(ب) ان ڈیم سے کون کونسے دیہات کی کتنی کتنی زمین سیراب ہو رہی ہے یا ہو گی، علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم فرمائیں۔

(ج) زیر تعمیر ڈیم سے کن دیہات کی کتنی کتنی زمین سیراب ہو گی؟

(د) ہر ایک مکمل شدہ اور زیر تعمیر سال ڈیم کی لاگت بیان فرمائیں۔

(ہ) کیا حکومت آئندہ سالوں میں ضلع جہلم میں مزید چھوٹے ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ برساتی نالوں کے پانی کے نقصانات سے بچتے ہوئے اس پانی کو زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے استعمال کیا جا سکے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے دوران ضلع جہلم میں تین نئے چھوٹے ڈیمز بنانے کے لئے 409.642 ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی بقیہ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ڈیم کا نام	مقام	رقبہ (Road Area)	پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش
1-	لسڑی ڈیم	ضلع جہلم منگلا روڈ دینہ	170-ایکڑ	5705-ایکڑ فٹ

2۔	سلیال ڈیم	سلیال گاؤں، دینہ سے 40 کلو میٹر	25۔ایکڑ	527۔ایکڑ فٹ
3۔	ڈومیلی ڈیم	ڈومیلی سے شمال کی طرف 3کلو میٹر کے فاصلہ پر	250۔ایکڑ	8690۔ایکڑ فٹ

(ب وج) ان ڈیموں سے مستفید ہونے والے دیہات اور سیراب ہونے والی زمین درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ڈیم کا نام	مستفید ہونے والے دیہات	سیراب ہونے والی زمین
1۔	لسری ڈیم	برال، پنڈوری، افغان آباد، ڈھوک ٹمہ، ڈھوک سائیاں، ڈھیری حسن، چک وٹیالہ، چک سائیو، سگری، فارہ، لیجار، مینگولا، نکوڈار، چک جلو	2220ایکڑ
2۔	سلیال ڈیم	نگلیال، گنگال، سلیال، میر	450ایکڑ
3۔	ڈومیلی ڈیم	ڈومیلی، ڈھوک جھنگ، ڈھوک گجراں، کلیال، ڈھوک آئمہ، چنی لاٹ، ڈھوک بھگوالہ، دلاوال، دھنیالہ	5000ایکڑ

(د)

نمبر شمار	مکمل شدہ ڈیم	لاگت	زیر تعمیر ڈیم	لاگت
1۔	گراٹ ڈیم(1992)	14.310ملین	1۔لسری ڈیم	127.514ملین
2۔	جمر گال ڈیم(1992)	28.740ملین	2۔سلیال ڈیم	43.114ملین
3۔	ٹین پورہ ڈیم(1995)	105.400ملین	3۔ڈومیلی ڈیم	269.985ملین

(ہ) حکومت آئندہ سالوں میں ضلع جہلم میں مزید دو سمال ڈیم گڑھا اتم سنگھ اور شاہ حبیب تعمیر کے لئے منظور ہوئے ہیں جن کی لاگت 191.95 ملین روپے ہے۔

بنگلہ قاسم والہ لیاقت پور سے متعلقہ تفصیلات

*6765: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بنگلہ قاسم والہ لیاقت پور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا بنگلہ حکومت پنجاب کے پاس ہے، اگر کسی کو دے دیا گیا ہے تو اس ادارے کا نام اور اس کو دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بنگلہ کی اراضی کے لئے پانی عباسیہ لنک کینال سے چرایا جارہا ہے؟

(د) کیا حکومت پانی چرانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) پانچ ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ بنگلہ محکمہ انہار پنجاب کے پاس ہے مگر حساس نقطہ نظر کے باعث اداروں کی تحویل میں ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ عباسیہ لنک کینال سے پانی چرایا جارہا ہے۔

(د) جز(ج) بالا میں دی گئی وضاحت کے بعد مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

لوئر کینال جھنگ برانچ کی راجباہوں میں پانی کی سطح بلند کرنے کے لئے حکومتی اقدامات

*6781: جناب محمد ثقلین انور: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جھنگ برانچ لوئر کینال کی برجی نمبر 36964 کے مقام سے نکلنے والے راجباہ نیلا نمبر1(34500/R) اور نیلا نمبر2(36664/R) میں پانی نہیں آتا کیونکہ یہ راجباہ برانچ لوئر سے اونچائی پر واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قبل ازاں ان راجباہوں میں پانی کی سپلائی کے لئے نہر میں کڑیاں لگائی جاتی تھیں جواب ختم کر دی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان راجباہوں میں پانی نہ جانے کی وجہ سے 7 چکوک کی قیمتی اراضی بنجر ہو گئی ہے؟

(د) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان راجباہوں میں پانی سپلائی کرنے کے لئے جھنگ برانچ لوئر کینال کی برجی نمبر 36964 پر ریگولیشن گیٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ نیلا نمبر1 31960/R اور نیلا نمبر2 36664/R جھنگ برانچ سے نکلتی ہیں۔ جھنگ برانچ پانی کم ہونے کی صورت میں وارابندی سے چلتی ہے۔ نیلا نمبر1 اور نیلا نمبر2 کو وارابندی کے مطابق چلایا جاتا ہے لہذا جب نیلا نمبر1 اور نیلا نمبر2

تیسری priority پر ہوتی ہے تو صرف اس دوران پانی کی کمی ہوتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کافی عرصہ قبل جھنگ برانچ میں کڑیاں لگائی جاتی تھیں تاکہ نیلا نمبر 1 اور نیلا نمبر 2 کا پانی پورا کیا جا سکے مگر پچھلے چند سالوں سے پانی کی کمی کی وجہ سے جھنگ برانچ کا بیڈ 3 تا 2/1-3 فٹ اونچا (silt up) ہو چکا ہے لہذا اب کڑیاں لگانے کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سات چکوک کی قیمتی اراضی بنجر ہو گئی ہے۔ دونوں راجباہوں کی ٹیلوں پر پانی جاتا ہے اور صرف تیسری priority ہی میں پانی کی کمی ہوتی ہے۔

(د) تمام راجباہوں میں منظور شدہ ترجیحی پروگرام کے مطابق پانی دیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ریگولیشن گیٹ لگانے کا تعلق ہے جھنگ برانچ سسٹم کی مکمل بحالی حکومت کے پاس زیر غور ہے اور جلد ہی فنڈز کی دستیابی کی صورت میں عملدرآمد کیا جائے گا اور اس پراجیکٹ کے تحت گیٹ بھی لگائے جائیں گے۔

نیاز بیگ کینال برانچ لاہور، نئے موگہ جات پر پابندی اور اضافی پانی کے استعمال سے متعلقہ تفصیل

*6801: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیاز بیگ کینال برانچ لاہور سے اس وقت نئے موگہ جات کی منظوری پر پابندی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ پابندی کب لگائی گئی تھی کیا۔ جنوری 2000 سے آج تک کوئی نیا موگہ لگایا گیا ہے اگر ہاں تو کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے کتنی تعداد میں اور کہاں کہاں لگائے گئے ہیں؟

(ج) محکمہ نئے سرے سے وارابندی کیسے کرتا ہے کیونکہ مذکورہ نہر سے سیراب ہونے والا کافی رقبہ اس وقت فیکٹریوں اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے زیر استعمال آ گیا ہے، کیا یہ فالتو پانی زمینداروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں نیز یہ فالتو پانی اب کون استعمال کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ نیاز بیگ ڈسٹری بیوٹری پر نئے موگہ جات کی منظوری پر کوئی پابندی نہ ہے۔

(ب) جنوری2000 سے آج تک کوئی نیا موگہ منظور نہ ہوا ہے۔

(ج) وارابندی موگہ زیر دفعہ 68 کینال ایکٹ منظور کی جاتی ہے جن موگہ جات کی چک بندی میں کاشتہ رقبہ پر آبادی بن جاتی ہے اس رقبہ کو سی۔اے سے زیر دفعہ B20–کینال ایکٹ خارج کر کے وارا بندی وباقی سی۔سی۔اے پر زیر دفعہ 68 کینال ایکٹ مرتب و منظور کی جاتی ہے اس طرح فالتو پانی ہوتا ہی نہیں ہے۔

قصور،2002 تا حال محکمہ آبپاشی میں بھرتی کی تفصیل

*6802: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں جنوری2002 تا حال جو ملازمین بھرتی کئے گئے، ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، موجودہ تعیناتی، عہدہ جات اور ڈومیسائل کے متعلق تفصیلات مہیا کی جائیں۔

(ب) ان ملازمین میں سے کتنے ورک چارج، ڈیلی ویجز، کنٹریکٹ، عارضی اور مستقل بنیادوں پر بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف گزشتہ 3 سالوں میں کرپشن اور ناجائز اختیارات کے حوالے سے کارروائی کی گئی، تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع قصور میں جنوری2002 تا حال جو ملازمین بھرتی کئے گئے ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، موجودہ تعیناتی، عہدہ جات اور ڈومیسائل کے متعلق تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان ملازمین میں سے 414 ورک چارج، 0 ڈیلی ویجز، 10 کنٹریکٹ، 0 عارضی اور 6 مستقل بنیادوں پر بھرتی کئے گئے ہیں۔

(ج) ان ملازمین کے خلاف گزشتہ 3 سالوں میں کرپشن اور ناجائز اختیارات کے حوالے سے کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت پیش نہ ہوئی ہے۔

صوبہ پنجاب کے لئے نہری پانی کے کوٹا سے متعلقہ تفصیلات

*6830: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) وفاقی حکومت کے ادارے "ارسا" نے پنجاب میں زرعی مقاصد کے لئے پانی کا کتنا کوٹا مقرر کیا ہے؟

(ب) سال 2004 تا 2005 کتنے کیوسک پانی زراعت کے لئے صوبہ پنجاب کو فراہم کیا گیا اور اگر صوبہ کے طے شدہ کوٹا سے کم پانی فراہم کیا گیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) حکومت پنجاب نے کیا بندوبست اور انتظامات کئے ہیں جن سے پنجاب کے مقررہ اور طے شدہ کوٹا کا مکمل پانی فراہم ہو سکے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) وفاقی حکومت کے ادارے ارسا نے پنجاب کے لئے 1991 کے پانی کے معاہدے کے پیرا (2) کے مطابق درج ذیل کوٹا مقرر کیا ہے:۔

خریف سیزن	37.07 ملین ایکڑ فٹ
ربیع سیزن	18.87 ملین ایکڑ فٹ

(ب) سال 2004 تا 2005 درج ذیل پانی پنجاب کی نہروں کے لئے فراہم کیا گیا:۔

خریف سیزن 2004	30.33 ملین ایکڑ فٹ
	15.165 ملین کیوسک
ربیع سیزن 2004 تا 2005	11.54 ملین ایکڑ فٹ
	5.77 ملین کیوسک

پنجاب میں پانی کی طے شدہ کوٹا سے کم فراہمی کی وجہ دریاؤں میں پانی کی کمی، فاضل پانی کو جمع کرنے کے لئے آبی ذخائر کی کمی اور موسمی حالات کی تبدیلی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے طے شدہ کوٹے کے مطابق صوبہ پنجاب کو پانی کی فراہمی کے لئے درج ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

(الف) محکمہ اریگیشن پنجاب ارسا میں اپنے نمائندوں کے ذریعے ارسا میں خریف سیزن اور ربیع سیزن کے لئے پنجاب کے حصہ کو یقینی بناتا ہے کہ وہ 1991 کے پانی کے معاہدے کے مطابق طے ہو اور اسی کے مطابق صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کی جائے۔

(ب) پنجاب حکومت نے ہر موقع پر فاضل دریائی پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے پانی کے بڑے ڈیم اور ذخائر تعمیر کرنے پر زور دیا ہے اور اس مقصد کے لئے وفاق اور صوبائی حکومتیں واپڈا کے ذریعے جائزہ رپورٹیں تیار کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں صدر پاکستان کی طرف سے نامزد کی جانے والی پارلیمانی کمیٹی کی رپورٹ تیار ہو چکی ہے جبکہ ٹیکنیکل کمیٹی کی حتمی رپورٹ ابھی تیاری کے مراحل سے گزر رہی ہے۔

ضلع لاہور / شیخوپورہ، محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*6876: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع شیخوپورہ اور ضلع لاہور میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی:

ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں محکمہ انہار کے 22 ریسٹ ہاؤسز ہیں جن کے نام اور رقبہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ، 05-2004، نہری پانی کی چوری کے مقدمات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*6932: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ محکمہ انہار نے سال 2004 اور 2005 میں نہری پانی کی چوری کے کتنے کیس پکڑے اور کتنے کیس پولیس کے حوالہ کئے، کتنے افراد کا چالان ہوا اور کتنے افراد مجرم قرار دیئے گئے؟

(ب) نہری پانی کی چوری کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کے لئے محکمہ انہار نے کیا خصوصی منصوبہ بندی کی ہے خصوصاً غریب اور ٹیل پر واقع کاشت کاروں کے پانی کے حصہ کی یقینی فراہمی کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ انہار نے سال05-2004میں نہری پانی چوری کے2012 کیس ہائے پکڑے ہیں اور تمام کیس ہائے کے مقدمات پولیس کے حوالے کئے۔ 1340 کیس ہائے کیF.I.R درج ہوئی اور مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

(ب) سال05-2004دریاؤں میں پانی کی شدید کمی رہی ہے جس کی وجہ سے پانی چوری کا کافی رجحان رہا لیکن محکمہ کی انتھک محنت کی وجہ سے غریب اور ٹیل پر واقع کاشتکاروں کو پانی کی فراہمی کو ممکن حد تک بہتر بنایا گیا۔ اپر چناب کینال سرکل نے اپنے ذیلی دفاتر کے ذریعے فیلڈ سٹاف کی گشت بڑھا دی ہے اور متعلقہ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے ساتھ پٹرولنگ کی منصوبہ بندی ہے اور نائٹ ریڈ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ جن میں ٹیل کے کاشتکاروں کو بھی نمائندگی دی گئی ہے۔ اب پانی کی مجموعی صورتحال بہت اچھی ہے اور ٹیلوں پر پانی پہنچ رہا ہے۔

تحصیل جتوئی، موضع سبائے والہ کے لئے نئے موگہ کی منظوری کا مسئلہ

*6972: **ملک محمد اقبال چنڑ و مہر اعجاز احمد اچلانہ:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع سبائے والا تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ کی اراضی کو سیراب کرنے کے لئے سبائے والا مائیز کے موگہ نمبرL/15100 سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ موگہ کا کھال آبادی سے گزرتا ہے اور اکثر آبادی والے علاقہ میں ٹوٹا رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی ٹیل کے کسانوں کو فراہم نہیں ہوتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیل کے کسانوں کو پانی فراہم نہ ہونے کی وجہ سے زمین بنجر ہو رہی ہے؟

(د) کیا حکومت موضع سبائے والا کے ٹیل کے کسانوں کو پانی کی فراہمی کے لئے قبرستان بستی ڈانور کے مقام پر نئے موگہ کی منظوری دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) کھال جات پر کسی بھی شکایت کے ازالہ کے لئے حصہ داران کی درخواست پر کارروائی کی جاتی ہے۔ متعلقہ مسئلہ کے بارے میں دفتر ایکسیئن مظفر گڑھ میں کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) جواب جزو بالا میں دیا جا چکا ہے۔

(د) زمینداران نئے موگہ کی منظوری کے لئے حسب ضابطہ درخواست گزاریں تو قانون کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

تحصیل جڑانوالہ محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی فروخت سے متعلقہ تمام تر تفصیلات

*7017: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ (فیصل آباد) میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز بمقام چک نمبرGB-39 برقبہ 145 کنال 14 مرلہ، چک نمبرGB-66، برقبہ 106 کنال 13 مرلہ، چک نمبرGB-103 برقبہ 154 کنال اور چک نمبرGB-233 برقبہ 170 کنال 08 مرلہ کو محکمہ کالونیز (BOR) نے ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کی ملی بھگت سے ایک شخص محمد سرور ڈوگر ولد علی احمد ڈوگر سکنہ چک نمبر 208 گ۔ب (فیصل آباد) کو الاٹ کر دیئے جبکہ متذکرہ ریسٹ ہاؤسز بذریعہ open auction نیلام ہونے تھے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ ریسٹ ہاؤسز کی الاٹمنٹ موجودہ مارکیٹ value کے مطابق ہوئی اگر ہاں تو کتنے میں اور کس میرٹ پر نیز کروڑوں روپے مالیت کی 576 کنال 15 مرلہ سرکاری اراضی کی کھلی نیلامی نہ کر کے ایک ہی شخص کے نام الاٹمنٹ کئے جانے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) قانونی طور پر سرکاری زمینوں کی الاٹمنٹ وغیرہ بورڈ آف ریونیو اور متعلقہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کے ذریعے سرانجام دی جاتی ہے۔ محکمہ انہار فیصل آباد زون نے متذکرہ سرکاری زمین کی بابت N.O.C کسی بھی شخص کے حق میں جاری نہ کیا ہے۔ زمین مورخہ 2005-04-20 کو ممبر کالونیز بورڈ آف ریونیو پنجاب نے محمد سرور وغیرہ کو الاٹ کی تھی۔ اس غیر قانونی الاٹمنٹ کی خبر محکمہ انہار کو ہوئی تو فوری طور پر افسران محکمہ انہار نے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر فیصل آباد سے رابطہ کیا اور اس غیر قانونی الاٹمنٹ کو منظور نہ کرنے پر زور دیا۔ محکمہ انہار فیصل آباد زون کی بروقت کارروائی سے ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے مورخہ 2005-06-11 کو الاٹمنٹ آرڈر کینسل کر دیئے۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو فیصل آباد کی چٹھی نمبری 1191/M/DDO/CC-IV مورخہ 2005-07-28 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ متذکرہ زمین کا قبضہ کسی بھی الاٹی کو نہیں دیا گیا تھا۔ زمین اب بھی محکمہ انہار کے قبضہ میں ہے۔

(ب) اگرچہ سرکاری زمین کے الاٹمنٹ کے آرڈر مجاز اتھارٹی نے منسوخ کر دیئے ہیں تاہم محکمہ مزید انکوائری کے حق میں ہے۔

منڈی بہاؤالدین، گجر کالونی کے درمیان سے نکالی جانے والی راجباہ سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*7020: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار کے افسران نے چند وڈیرے زمینداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے گجر کالونی ہیڈ فقیریاں ضلع منڈی بہاؤالدین کی آبادی کے درمیان میں سے راجباہ نکال دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس راجباہ کی وجہ سے نہ صرف آبادی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے بلکہ مسجد کو جانے والا راستہ بھی بند کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس راجباہ سے جن زمینداروں کو پانی فراہم کرنے کا منصوبہ تھا ان

کی زمینوں کو پانی بھی نہ پہنچ سکا ہے بلکہ یہ پانی آبادی میں داخل ہو گیا ہے جس کی وجہ سے گجر کالونی کے تمام گھر زمین بوس ہو گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس غیر قانونی کام میں ملوث محکمہ انہار کے افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور مذکورہ راجباہ کسی مناسب جگہ سے نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ نے کسی وڈیرے زمیندار کی خاطر کوئی کارروائی نہ کی ہے بلکہ موگہ جات 4883/R و 7274/R کا رقبہ بالترتیب 118+283=401 ایکڑ راجباہ سدرن فیڈر کو حسب ضابطہ تبدیل کر کے راجباہ دھوری کی چک بندی میں شامل کیا گیا ہے۔ راجباہ دھوری کے جدید موگہ 2200/L کی کھال سدرن فیڈر کے رقبہ سے منظور کی گئی ہے جو کہ محکمہ نہر کی ملکیت ہے۔ سدرن فیڈر کے رقبہ میں لوگوں نے زبردستی مکان تعمیر کر رکھے ہیں جو کہ ناجائز تجاوزات میں آتے ہیں۔

(ب) آبادی دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوئی، مسجد کو جانے والا راستہ بند نہ ہوا ہے۔

(ج) غلط ہے۔ رقبہ متذکرہ بالا کو موقع پر پانی پہنچ رہا ہے، کوئی مکان مسمار نہ ہوا ہے۔

(د) محکمہ نہر کے افسران نے کوئی غیر قانونی کام نہ کیا ہے، محکمہ نے رقبہ کی آبپاشی کی خاطر اپنے ذاتی رقبہ سے موگہ منظور کیا ہے۔

لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کی صفائی کا مسئلہ

*7141: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر سے گزرنے والی نہر نے شہر کی خوبصورتی کو دوبالا کر رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب اس نہر کو بند کیا جاتا ہے تو نہر میں مختلف نوعیت کا ڈھیروں کچرا نمایاں ہو جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس نہر کی مکمل صفائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ آبپاشی نے اس نہر کو سالانہ بندی میں صاف کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج اجلاس 10:55 پر شروع ہوا ہے، آپ چیک کر لیں، ابھی وقفہ سوالات کے 15 منٹ باقی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے دیکھا ہے۔ 10:45 پر شروع ہوا تھا۔ قرآن شریف کی تلاوت 10:45 پر شروع ہوئی۔ اس کے بعد پانچ منٹ تلاوت ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ پوچھ لیں کہ کتنے بجے سیشن start ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ہو سکتا ہے کہ آپ کو مغالطہ ہو یا مجھے مغالطہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پونے گیارہ بجے سیشن شروع ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ دیکھ لیں یا کسی سے پوچھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم نے بھی ٹائم دیکھا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی مرضی ہے۔ I can't challenge your ruling. لیکن یہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ This is a wrong precedent.

MR ACTING SPEAKER: I am not doing it deliberately because I have seen the time myself...

بگو صاحب بھی اس چیز کے گواہ ہیں کہ پونے گیارہ بجے کارروائی شروع ہوئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 428 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جمعرات کا جو بزنس ہے۔ ابھی جمعرات کا بزنس دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہی ہے۔

حکومت کی جانب ایوان کے بزنس کو طے شدہ ایجنڈے کے مطابق نہ چلانے پر اپوزیشن کا احتجاج

جناب سمیع اللہ خان: میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ اس ایوان میں جب سے یہ سیشن چل رہا ہے اس میں دو دو دن کی چھٹیاں دے کر دن پورے کئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تنخواہ پورے دنوں کی لیتے ہیں اور یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ ویسے تو پنجاب حکومت efficiency دکھاتی ہے کہ ہم نے 70 دنوں میں اتنے قانون پاس کئے اور یہ کچھ کیا لیکن حالت یہ ہے کہ دن پورے کرنے کے لئے دو دو دن کی break دی جاتی ہے اور یہ پورا ایوان اس کی تنخواہ لیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ بھی زیادتی ہے اور ان کے اس قیمتی سرمایہ کے ساتھ بھی زیادتی ہے ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اگر ہمیں پوری تنخواہ دینی ہے تو کل بھی اجلاس ہونا چاہئے، پرسوں بھی ہونا چاہئے۔ یہ روایت پنجاب کے اندر بالکل ٹھیک نہ ہے جیسے نیشنل اسمبلی میں بزنس یا سوالات ہیں یہاں ابھی جیسے رانا آفتاب صاحب کہہ رہے تھے کہ پورا ٹائم نہیں ہے کہ ہم اپنے مسائل پر بات کر سکیں۔ یہاں پر پورا بزنس ہے لیکن یہ دو دو دن کی چھٹی دے کر ان دنوں کو پورا کرنا میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی روایات میں کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔ ٹھیک ہے رولز ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ دو دن کی break دے کر جس طرح مرضی ہم اپنا بزنس نمٹالیں لیکن یہ اچھی روایت نہیں ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو تبدیل کیا جائے اور روزانہ اجلاس کیا جائے۔

جناب سپیکر! پہلے دن طے ہوا تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ زلزلے پر تجاویز یا بحث ہو گی، حکومت اپنا نقطہ نظر پیش کرے گی اور ممبرز اپنا نقطہ نظر پیش کریں گے۔ پہلے دن صرف ایک دفعہ لکھا آیا ہے کہ زلزلہ پر عام بحث لیکن آج کے بزنس میں وہ نہیں ہے، اگر اس طرح ایوان کو چلانا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا اور اتنا sensitive issue زلزلے کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا

لیکن آج کے بزنس میں وہ issue غائب ہے۔ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور یہ قوم پہلے ہی بے بس ہے لیکن اگر حکومت بے بسی پر اتر آئے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ زلزلہ زدگان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ طے ہوئی تھی کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوگی اور میں نے آپ کو خود کہا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ابھی تک نہیں ہوئی آج میٹنگ ہونی ہے۔ جو ہمارے درمیان بات ہوئی تھی وہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے تحت ایجنڈا اور اسی کے تحت یہ فیصلہ ہونا تھا۔ آج میرا خیال ہے کہ اجلاس کے بعد بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہے یہ سب ایجنڈا اس میں طے ہوگا۔ جتنے ساتھی ہمارے پاس آئے تھے اور ان سے میری یہی بات ہوئی تھی۔ We are stick to that اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ یہ تاثر نہ دیں یعنی escaping from that بالکل آپ کے مطابق بیٹھ کر ایجنڈا طے ہوگا، لاء منسٹر صاحب بھی ہوں گے، ہم بھی ہوں گے اور بیٹھ کر آپ کے ساتھ بات کریں گے اور اس میں جو طے ہوگا اسی پر عمل ہوگا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہی طے ہونا ہے لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک طے شدہ فیصلہ تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دن کے ایجنڈے میں یہ آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! طے یہ ہوا تھا کہ بیٹھ کر تمام ایجنڈا بنایا جائے گا۔ آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوگی اور ہم اس میں طے کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بات کی تصحیح چاہوں گا کہ پہلے دن جب ہم آپ کے چیمبر میں حاضر ہوئے تھے اور پھر ہم آپ کے ساتھ سپیکر صاحب کے پاس گئے تھے تو وہاں پر یہ بات طے ہو گئی تھی کہ اب جتنے دن اجلاس چلے گا، اجلاس کی کارروائی یا اس دن کے ایجنڈا کے بعد ایک گھنٹے کے لئے زلزلہ سے متعلق وہاں کے ریلیف ورک پر تجاویز یا عام بحث ہوگی۔ باقی اس کے بعد یہ طے ہوا تھا کہ گورنمنٹ کے ساتھ سپیکر چیمبر میں ایک میٹنگ ہوگی جس میں ریفرنسز سے متعلق

issue پر ہماری جو reservation تھی ان کو resolve کرنے کے لئے بات ہو گی۔ اس دن وزیر قانون صاحب جا چکے تھے اور اس کے بعد دو دن یہ تشریف نہیں لائے اس لئے وہ میٹنگ نہیں ہو سکی اور آج کے دن کے لئے ملتوی ہو گئی تھی۔ یہ جو زلزلہ زدگان پر بحث کی بات ہے یہ تو اس دن طے ہوئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: in principle وہ طے ہوئی تھی لیکن وہ بھی یہی طے ہوئی تھی کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر ایجنڈا بنایا جائے گا اور اس کے مطابق چلا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: طے ہونے کے بعد اگلے دن وہ بات ایجنڈے پر بھی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سپیکر صاحب سے جو میری بات ہوئی تھی انہوں نے یہی کہا تھا کہ میرے پاس دوست آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ پرسوں ہم میٹنگ کریں گے یہ Monday کی بات ہے۔ آج ہم نے میٹنگ رکھی ہوئی ہے اس کے بعد آپ تشریف لے آئیں ہم بیٹھ کر آپ سے بات کریں گے، لاء منسٹر صاحب بھی ہوں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس دن یہ بات طے ہو گئی تھی۔ رانا صاحب بھی تھے ہم بھی تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: in principle یہی agree ہوا تھا لیکن طے ہوا تھا کہ بیٹھ کر سارا ایجنڈا ترتیب دیا جائے گا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بات نہیں ہوئی، آپ کی بات ہوئی تھی۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس شروع کرتے ہیں۔ 428 سید احسان اللہ وقاص اور جناب ارشد محمود بگو صاحب!

توجہ دلاؤ نوٹس

ون ویلنگ کی وجہ سے ہونے والی ہلاکتوں کو روکنے کے لئے قانون سازی کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 18-10-2005 کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ کاہنہ کے علاقہ لکھوکی کے رہائشی محنت کش یعقوب کا 22 سالہ بیٹا عمران جو ایف اے کا طالبعلم تھا اپنے دوستوں کے ہمراہ گزشتہ روز مین روڈ پر ون ویلنگ کر رہا تھا کہ تیز رفتاری کے باعث

موٹر سائیکل فٹ پاتھ سے ٹکرا گئی جس سے گر کر عمران شدید زخمی ہو گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زخمی عمران کو طبی امداد کے لئے ہسپتال داخل کرایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور اس نے ہسپتال میں دم توڑ دیا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس مہلک، قاتل مشغلہ اور کھیل پر قانونی پابندی لگانے اور قانون پر سختی سے عملدرآمد کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ عمران کی ہلاکت ہوئی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر موضع کاہنہ کے علاقہ لکھو کی کے رہائشی محنت کش یعقوب سے ہم نے معلوم کروایا ہے کہ اس کے بیٹے کی ہلاکت نہیں ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ جز(الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے مکمل طور پر اس بات سے اتفاق ہے کہ جن خدشات اور خیالات کا اظہار جن معزز اراکین نے کیا ہے کہ یہ ایک انتہائی مہلک کھیل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس پر مکمل طور پر پابندی ہونی چاہئے۔ جہاں تک پولیس کا تعلق ہے اس وقت تک پولیس نے جنوری 2004 سے لے کر 22۔اکتوبر 2005 تک تقریباً دو سالوں کے عرصے میں گیارہ ہزار چار سو بیاسی چالان کئے ہیں، گیارہ ہزار آٹھ سو سات لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور اسی طرح تقریباً دس لاکھ روپے کے قریب جرمانے بھی کئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ مکمل طور پر اس خطرناک کھیل کو ختم نہیں کیا جا سکا اور میرے بھائی محترم ارشد بگو صاحب چونکہ خود وکیل ہیں وہ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جس قانون کے تحت یہ کارروائی کی جاتی ہے بنیادی طور پر وہ قانون قابل ضمانت ہے اور لوگ ضمانت کروا کر باہر آ جاتے ہیں اور

اس لئے کوئی موثر کارروائی نہیں ہو سکتی۔آج بھی میں نے صبح یہ ذاتی طور پر چیک کیا ہے کہ 130 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے، موٹر سائیکلوں کو قبضہ میں لیا گیا ہے اور یہ کھیل تقریباً اتوار کے دن زیادہ عروج پر ہوتا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس قانون کو ناقابل ضمانت جرم بنانا چاہتے ہیں لیکن اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ کی منظوری چاہئے کیونکہ P.P.C میں amendment فیڈرل گورنمنٹ لا سکتی ہے لیکن آج ہم نے اس کی ایک نئی possibility کو probe کرنے کی کوشش کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ہم پیشرفت کریں گے کہ ہم صوبائی سطح پر جس طرح dangerous kiteflying کے لئے ہم علیحدہ قانون لے کر آئے تھے اسی طرح اس کھیل کو ختم کرنے کے لئے، عوام کے تحفظ کے لئے اور قیمتی جانوں کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اگلے سیشن میں نئی قانون سازی لے کر آئیں گے۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں جناب وزیر قانون کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑا مثبت جواب دیا ہے۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے تو میں نے صرف اسی موضوع پر چار تحاریک التوائے کار جمع کروائی ہیں کہ کوئی نہ کوئی جواب آ جائے پھر مجھے مجبوراً یہ توجہ دلاؤ نوٹس جمع کرانا پڑا۔ یہ بیماری پہلے لاہور میں تھی اور یہ پھیلتے پھیلتے اب پورے پنجاب میں خصوصاً چھوٹے چھوٹے شہروں میں پھیل گئی ہے۔آپ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ teen agers اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں اصل میں عمر کا ایسا حصہ ہوتا ہے کہ ان کے دماغ پر خوف طاری نہیں ہوتا اور وہ اتنے خطرناک طریقے سے موٹر سائیکل پر ون ویلنگ کرتے ہیں کہ دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔ میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں اور ان سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں سیالکوٹ میں بھی ایسا ہی تھا کہ وہاں پر بھی یہ بیماری عام ہو گئی تھی۔ میں نے ڈی۔پی۔او سے درخواست کی کہ خدا کے لئے آپ اپنے طور پر ان teen agers کی جان بچانے کے لئے کچھ مہربانی کریں پھر انہوں نے ایک ایکشن کیا کہ جہاں پر وہ بچے اکٹھے ہوتے تھے وہاں پر ان کو گھیر لیا اور پھر پولیس جو اپنے طریقے سے ایکشن کرتی ہے ایسا کیا اور الحمد للہ سیالکوٹ میں وہ بیماری اب 80 فیصد ختم ہو چکی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جب تک یہ قانون اسمبلی میں نہیں لاتے میری ان سے درخواست ہے کہ ڈی۔پی۔اوز کو اس بارے میں کہیں

کیونکہ پولیس جو چالان کرتی ہے وہ ٹریفک رولز کے تحت ہوتا ہے میری ان سے درخواست ہے کہ اگر یہ ڈی۔پی۔اوز کو ہدایت کر دیں کہ مخصوص جگہوں پر جہاں پر ون ویلنگ ہوتی ہے اگر وہاں پر پولیس کے سپیشل سکواڈ بنا کر ناکہ بندی کی جائے اور سختی کی جائے تو میرا خیال ہے کہ کافی حد تک اس میں کمی آ سکتی ہے۔ ماں باپ تو گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ تو مر جاتے ہیں۔ جس کا جوان بیٹا، teen ager بیٹے کے مرنے کی خبر آتی ہے تو وہ گھر میں بیٹھے ہوئے مر جاتے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ڈی۔پی۔اوز کو اس معاملے میں خصوصی ہدایات دیں کہ وہ اس سلسلے میں سختی کے ساتھ ایکشن لیں میرا خیال ہے کہ کافی حد تک اس پر قابو پا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے اس توجہ دلاؤ نوٹس میں بڑا مثبت جواب دیا ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلہ میں ایک چھوٹی سی تجویز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر قانون سازی کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ قانون نہیں بنتا حکومت مختلف پرائیویٹ اداروں کے تعاون کے ساتھ ساتھ اس کی تشہیر کی مہم بھی چلائے جس میں اس کی خطرناک صورتحال کے پیش نظر لوگوں کو آگاہی کی مہم چلائی جانی چاہئے اس میں مختلف پرائیویٹ اداروں کا مالی تعاون حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ اشتہارات کو sponsor کر سکتے ہیں کہ ٹی۔وی وغیرہ کے ذریعے ماں باپ کو بھی توجہ دلائی جائے اور بچوں کو بھی سمجھایا جائے کہ یہ کتنا خطرناک شغل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میرے گاؤں میں ایک سانحہ ہوا ہے۔ اس سانحہ کا جو آج کل ماحول ہے اس حساب سے اس کی اہمیت نہ ہو کیونکہ ہمارے ملک کے ایک حصے میں قیامت ٹوٹی ہے اس حساب سے یہ سانحہ شاید چھوٹا نظر آئے لیکن ان لوگوں کے لئے یہ قیامت کے مترادف ہے جن پر یہ قیامت ٹوٹی ہے میں لاشیں سمیٹتا رہا ہوں، لاشیں اٹھاتا رہا ہوں۔ میں چونکہ ایک پسماندہ علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں اس پر انسانی حقوق کی جتنی تنظیمیں ہیں وہ بھی خاموش ہیں، اس پر پریس اور میڈیا کو بھی پتا نہیں ہو گا، اس کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں آج آپ کے توسط سے اس ایوان کو

تھوڑا سا اس سانحہ کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے گاؤں میں بیس ایکڑ متنازعہ جگہ تھی اس پر غریب مزارعے تھے جو کہ پانچ پانچ ایکڑ کے مالک تھے ان لوگوں نے پچھلے سال اس متنازعہ زمین پر قبضہ کر لیا اور جو لوگ پہلے قابض تھے ان کو dispossess کر دیا جو کہ on record تھا لیکن اب ان لوگوں نے جو کہ بااثر تھے انہوں نے پولیس کے ساتھ ملی بھگت کر کے جس کی میں باقاعدہ طور پر تحقیق اور تفتیش کر کے آیا ہوں جو کہ میں وہاں کر سکتا تھا ہمارے ڈی۔پی۔او صاحب اس میں شامل تھے۔ ایک پولیس پارٹی تیار کی گئی جس میں ایک انسپکٹر ایس۔ایچ۔او صاحب، دو اے۔ایس۔آئی تھے، دس بارہ کانسٹیبلان تھے اور ساتھ وہ زمیندار جو dispossess ہوئے تھے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے اور ان کے خلاف پرچہ بھی درج ہوا تھا۔ ان لوگوں نے ان پر چڑھائی کر دی اور وہاں پر چڑھائی کر کے ان کی ایک بچی جس کی عمر 17 سال تھی اور اس کی شادی رمضان المبارک شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے ہوئی تھی اور ایک پندرہ سالہ بچے سمیت چھ آدمی وہاں پر ڈھیر ہو گئے پولیس باقاعدہ فائرنگ کرتی رہی، پوری چڑھائی میں پولیس موجود تھی اور آگے سے وہ لوگ بھی مرتے رہے، کٹتے رہے اور اس کے بعد رات کو جب میں نے ڈی۔پی۔او صاحب کو عرض کی کہ حضور یہ واقعہ ہوا ہے اور آپ کی پولیس شامل تھی آپ ان کی طرف سے ایف۔آئی۔آر درج کریں اور کارروائی کریں لیکن ڈی۔پی۔او صاحب میری بات سننے کے لئے تیار نہ تھے اور ڈی۔پی۔او صاحب نے کہا کہ ایف۔آئی۔آر ہو جائے گی آپ ڈی۔ایس۔پی کو اپنی درخواست پہنچا دیں۔ دوسرے حملہ آوروں کی طرف سے بھی ایک بندہ مر گیا۔ آخر جب ایف۔آئی۔آر کٹی تو ڈی۔پی۔او صاحب نے ان لوگوں کی طرف سے کٹوائی جو حملہ آور تھے جن کے ساتھ پولیس باقاعدہ طور پر آئی تھی اور پہلا فائر بھی پولیس نے کیا۔ ایف۔آئی۔آر بھی ان کے خلاف کٹی جو مر چکے ہیں، ان کے بقیہ اٹھائیس تیس آدمیوں کے خلاف ایف۔آئی۔آر کٹ گئی اور مجھے جو کہا گیا تھا کہ آپ ڈی۔ایس۔پی کو درخواست دلوا دیں تو میں نے ڈی۔ایس۔پی کو درخواست دلوا دی اس درخواست میں ان لوگوں نے حقائق لکھ دیئے کہ اس طرح پولیس شامل تھی۔ مدعی مضروب تھا اگلے دن ہسپتال میں اس پر چڑھائی کر دی گئی اور پولیس نے کہا کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو یا ادھر ہی مرنا چاہتے ہو؟ اس ڈی۔ایس۔پی صاحب اور انسپکٹر نے اس مضروب مدعی جو کہ درخواست دہندہ تھا اسے کہا کہ پولیس کے نام نکالیں۔ اس طرح درخواست سے پولیس کے نام نکلوائے گئے، نئی درخواست تیار کروائی گئی اور اپنی مرضی کی درخواست تیار کروائی گئی۔

جب میں نے دیکھا کہ ڈی۔پی۔اوصاحب تو میری بات نہیں سنتے۔دو تین دفعہ فون پر عرض کی، دفتر گیا لیکن کوئی بات نہیں سنی گئی۔اس کے بعد میں ڈی۔آئی۔جی صاحب کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ ہماری ایف۔آئی۔آر نہیں کٹ رہی حضور ہمارے اتنے بندے مر گئے ہیں۔ وہ مجھے کہتے کہ آپ سمجھدار لگتے ہیں اور آپ کو پتا نہیں کہ ایف۔آئی۔آر میرے ہاتھوں نہیں کٹتی، آپ تھانے جائیں اور وہاں کٹوالیں۔ میں نے کہا کہ حضور تھانے میں میری شنوائی نہیں ہو رہی، ڈی۔پی۔او کے پاس میری شنوائی نہیں ہو رہی، آپ ہی کچھ سن لیں۔اس نے کہا کہ میں کیا کر سکتا ہوں، میں ٹیلی فون کر دیتا ہوں یہ میرا کام نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے کہ آپ ایسا کریں کہ آج سارا ریکارڈ یہاں منگوالیں چونکہ ایس۔پی / ڈی۔پی۔او اس ساری گیم میں شامل ہیں۔ براہ مہربانی سارا ریکارڈ منگوا کر اپنے پاس انکوائری شروع کر دیں۔اس نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں ہے، وہاں ہی تفتیش ہو گی میں نے کہا کہ چلیں آپ ایس۔ایچ۔او کو تبدیل کر دیں۔اس نے کہا کہ کیوں تبدیل کر دوں؟یہاں پر لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں میری عرض ہے کہ اس سے بھی بڑے بڑے حادثے ہو جاتے ہیں تو پولیس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اس فورم پر ان لوگوں کے توسط سے آیا ہوں تو ان لوگوں کی چیخیں، ان لوگوں کی آہیں، ان کے جو لہولہان ہیں اور تین بندے وہ ہیں جو بالکل بے کار ہو چکے ہیں، غریب کسان ہیں، مزارعے ہیں، نہ کوئی ان کو مختاراں مائی بنانے والا ہے، نہ ان کو کوئی سونیا ناز بنانے والا ہے، نہ ان کو کوئی پوچھنے والا ہے کسی کو پتا ہی نہیں ہے۔ میں نے سارے پریس کو بتایا ہے، میں نے ہیومن رائٹس والوں کو بتایا ہے لیکن کوئی آدمی اس کا نوٹس لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ میری باتوں پر یقین نہ کریں اور ایک ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے جوڈیشل انکوائری کروائیں چونکہ پولیس اپنے بندوں کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتی اور اس بات کا آپ کو اور سب کو پتا ہے۔ جوڈیشل انکوائری کروائیں اور اگر میرا version صحیح ہو تو پولیس کے خلاف پورا ایکشن لیا جائے۔خدا کی قسم میں اس floor پر یہ حلفاً کہہ رہا ہوں کہ حملہ آور زمیندار کے ایک بیٹے کے قتل میں فاتحہ خوانی کے لئے اس کے گھر گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ ابراہیم صاحب! آپ نے یہ کیا غلطی کی ہے کیونکہ آپ کا ایک نوجوان بیٹا مر گیا ہے اور یہ ان کے پانچ کے برابر ہے اور وہ تو غریب بے چارے مزارع کسان لوگ تھے۔اس زمیندار نے کہا کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں یہ کبھی نہ کرتا اگر پولیس مجھے یہ یقین نہ دلاتی کہ آپ آئیں ہمارے ساتھ اور ہم

آپ کو قبضہ دلواتے ہیں اور میں تو صرف پولیس کی وجہ سے مر گیا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ سارا سانحہ صرف اور صرف پولیس کے جانے کی وجہ سے اور پولیس کو ساتھ لے کر قبضہ دلوانے کی وجہ سے ہوا ہے اور مجھے وہ آج یاد نہیں آ رہا کہ میجر صاحب جنہوں نے سندھ کے جنگلوں میں قبضہ دلوانے کے لئے سات آٹھ بندوں کو murder کیا تھا اور وہ جگہ بھی مجھے یاد نہیں آ رہی۔ یہ بھی سانحہ اسی قسم کا ہے اور میں نے جوہر آباد پریس کلب میں پورے پریس کو بتایا ہے لیکن کسی نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور میں نے ہیومن رائٹس والوں کو بھی بتایا اور ٹیلی فون بھی کئے کہ یہاں پر یہ لوگ لہولہان ہوئے پڑے ہیں اور کوئی تو آئے ہمارے پاس اور ہمیں بھی پوچھ لے یا سارا زور ادھر آپ نے لگانا ہے۔ یہ ایک کیس کو لے لیتے ہیں اور اسی پر سارا زور لگا لیتے ہیں ہمیں بھی تو دیکھیں۔ میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور حکومت کے پارلیمانی سیکرٹری یقیناً سچ کہہ رہے ہوں گے اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اور حکومت پنجاب کو بھی اپیل کروں گا کہ چھ آدمی قتل ہوئے ہیں اور پولیس اس میں شامل ہے تو خدارا! عدل کی خاطر کم از کم اس پر غور کیا جائے for the sake of justice اور کچھ نہیں تو یہاں پر کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے تاکہ وہ لوگ بھی مطمئن ہوں اور جب علاقے کے اندر اس کی خبر ہوگی تو پورا علاقہ اس سے مطمئن ہوگا کہ یہاں پر اندھیر نگری نہیں ہے بلکہ ایک حکومت ہے اور ایک قانون ہے جس پر باقاعدہ عمل ہوتا ہے۔ شکریہ، مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یقیناً ایک انتہائی افسوسناک بات ہے لیکن میں اپنے معزز بھائی پر بھی حیران ہوں کہ آج سات دن ہو گئے ہیں اور تقریباً یہ گزشتہ سوموار کا واقعہ بیان کر رہے ہیں اور اس واقعہ میں چھ murder ہوئے ہیں اور آج تک ایف۔ آئی۔ آر درج نہیں ہوئی، اخبار میں خبر نہیں آئی اور کسی کو کانوں کان

خبر نہیں ہوئی کہ کیا واقعہ ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی serious معاملہ ہے اور اس کو انشاء اللہ تعالیٰ seriously دیکھا جائے گا۔ میں اپنے بھائی سے یہ استدعا کروں گا کہ کل صبح دس بجے انشاء اللہ تعالیٰ ڈی۔پی۔او، متعلقہ تھانہ اور جو بھی متعلقہ لوگ ہیں وہ میرے چیمبر میں ہوں گے اور آپ تشریف لائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس سارے واقعہ کے ذمہ دار کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں چونکہ میں ادھر ہی رہا ہوں کیونکہ ان کے بندے باری باری مرتے رہے ہیں اور ان کے جنازے ہوتے رہے تو میں اس میں مصروف رہا۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! احسان اللہ وقاص صاحب اور بگو صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کا بھی جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا تو جواب میں دے چکا ہوں اور اس کی قانون سازی کے لئے ہم کہہ چکے ہیں۔ قانون سازی سے پہلے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ حکومت کوئی instructions دے تو ہم نے پہلے ہی instructions دی ہوئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اسی لئے آج رات کو بھی گیارہ پارٹیاں مختلف تھانوں میں اس کام پر لگی ہوئی تھیں جنہوں نے ایک سو تیس آدمی گرفتار کئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں اس پر legislation لے کر آئیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ Call Attention Notice رانا آفتاب احمد خان اور میاں مسعود الحسن ڈار کی طرف سے ہے۔

امیر پارک گوجرانوالہ کے رہائشی عمر رسیدہ شخص کی ایس۔ایچ۔او تھانہ سول لائن گوجرانوالہ کے ہاتھوں ہلاکت اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2005-10-13 کو محلہ امیر پارک گوجرانوالہ کے رہائشی 80 سالہ عمر رسیدہ کاکے خان کو غلام اصغر انسپکٹر ایس۔ایچ۔او سول لائن گوجرانوالہ بمعہ دیگر اہلکاران نے تشدد کا نشانہ بنایا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ سے میڈیکولیگل کے مطابق متوفی کو سر میں رائفل کے بٹ مارنے سے چار ضربات شدید آئیں جن سے موت واقع ہوئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ایچ۔او تھانہ مذکور سمیت چار پولیس اہلکاران کے خلاف تھانہ سول لائن میں مقدمہ نمبر 604/05 بجرم 302,148,149 درج کیا گیا ہے جس میں نامزد ملزمان میں سے تاحال کسی کی گرفتاری عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قتل کے مقدمہ میں نامزد پولیس ملازمین کو گرفتار نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز اب تک ہونے والی پیشرفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ جزوی طور پر یہ بھی درست ہے کہ اس وقت تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔ آج جب میں اس Call Attention Notice کی بریفنگ لے رہا تھا تو میں نے سارا ریکارڈ خود دیکھا اور concerned تفتیشی افسران بھی آئے ہوئے تھے اور سارا ریکارڈ میں نے دیکھا ہے تو واقعتاً پولیس نے اس بات کی کوشش کی ہے اور مختلف raids بھی کئے ہیں لیکن اس وقت تک انہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ دو تین سوالات میرے ذہن میں اٹھتے تھے کہ پولیس کو فوری طور پر وہ کارروائی کر لینی چاہئے تھی۔ سب سے بنیادی بات اس میں یہ تھی کہ پولیس نے چونکہ قتل میں ملوث انسپکٹر کے خلاف ایف۔آئی۔آر درج کی ہوئی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ دیگر پولیس ملازمین مفرور ہو گئے ہیں یا بھاگ گئے ہیں اور ابھی تک انہیں گرفتار نہیں کیا جا سکا تو ان کے خلاف پرچہ

درج ہے اور یہ criminal proceeding ہے اور وہ چلتی رہے گی اور وہ جب گرفتار ہوں گے تو کوئی کارروائی کی جائے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ departmentally پولیس نے ان کے خلاف کیا کیا ہے؟ ریکارڈ کے مطابق یہ تھا کہ انہیں شوکاز نوٹس دے دیا گیا ہے call explanation کی گئی ہے اور انہیں suspend کر دیا ہے تو مختصر یہ کہ اس وقت تک پولیس کی طرف سے کی جانے والی کارروائی اور پیشرفت سے میں ذاتی طور پر مطمئن نہیں تھا۔ یہ ساری صورتحال میں نے آئی۔جی صاحب سے بھی discuss کی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر ہم نے فوری طور پر اس مقدمے کی تفتیش کرنے والے ڈی۔ایس۔پی کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آج وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے اس کو suspend کر دیا جائے گا۔ اس مقدمے کی تفتیش ایک سینئر آفیسر ایس۔پی انوسٹی گیشن سے کروائی جائے چونکہ ایس۔پی انوسٹی گیشن گوجرانوالہ میں post نہیں ہوئے ہیں لیکن پھر بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس مقدمہ کی تفتیش کم از کم ایک ایس۔پی level کے کسی شخص کو دی جائے تاکہ مقتول کو انصاف فراہم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر on the part of Police negligence سامنے آئی ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر ایکشن بھی لیا ہے اور میں اس معزز ایوان کو اور Call Attention Notice دینے والے اپنے بھائی کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور مدعی فریق کو پورا پورا انصاف فراہم کیا جائے گا۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN: I appreciate Raja Sahib's concern انہوں نے بالکل یہ صحیح فیصلہ کیا ہے کہ متعلقہ ڈی۔ایس۔پی کو suspend کیا جا رہا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ اگر عام شہری سے کچھ ہو جائے تو اس کے سارے گھر بار اور بچے پکڑ کر لے آتے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا اور اگر پولیس یہ چاہے تو وہ ایس۔ایچ۔او ٹیلی فون کی کال سے پہلے پکڑا جا سکتا ہے۔ راجہ صاحب سے صرف یہ assurance دلوا دیں کہ اس مقدمہ میں وہ افسر جس کو یہ انکوائری impress کر رہے ہیں وہ بے شک ریٹائرڈ ہو تاکہ مقامی پولیس ملزمان ایس۔ایچ۔او اور چار کانسٹیبلان کی حمایت نہ کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ گرفتاریاں بھی کی جائیں گی اور ایس۔پی سے کم کسی افسر کو یہ تفتیش نہیں دی جائے گی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی سلسلے میں ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: نہیں، جناب! لیکن پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ ٹھہریں۔ اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 43 ہے جو کہ move ہو چکی تھی اور آج تک کے لئے pending تھی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ move ہو چکی تھی اور منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انہوں نے دو move کی تھیں ایک 44 اور 45 ہے یہ 44 میرے متعلقہ تھی اس لئے میں اس کا جواب عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ 43 ہے۔

وزیر خوراک: یہ لاء منسٹر سے متعلقہ ہے میرے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ محکمہ اوقاف سے متعلقہ ہے۔ وزیر اوقاف تشریف رکھتے ہیں اس کا انہوں نے جواب دینا ہے۔ Islamic Ideology Council کی رپورٹ ایوان میں پیش ہونی ہے اور یہ محکمہ اوقاف سے متعلقہ ہے اس کو pending کروالیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ دوسری 44 ان ہی کی ہے چونکہ ایک ہی پیش کر سکتے ہیں یہ کر لیں اس کا میرے پاس جواب بھی ہے اور اس کو pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو pending کر دیتے ہیں آپ 45 پیش کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پرسوں جناب چیئر مین نے یہ رولنگ دی تھی کہ اگر پرسوں اس کا جواب نہیں آئے گا تو یہ استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دی جائے گی۔ میں تو درخواست کرتا ہوں کہ آپ استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجیں اس لئے کہ ہمارے دفتروں کا، ہمارے محکموں کا تھوڑا سا مزاج درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ان کو کوئی کھا تو نہیں جائیں گے۔ وہاں پر ان سے یہ پوچھیں گے کہ کیوں نہیں بروقت پیش ہوئی؟ اسمبلی کی عزت اور وقار کا معاملہ ہے۔ یہاں دو دو سال ہو جاتے ہیں رپورٹیں ہی نہیں بھیجتے۔ پچھلی دفعہ آپ نے ایک مہربانی کی تھی اور ہسپتالوں کی رپورٹ کے بارے میں تحریک استحقاق قبول کی تھی اس کے نتیجے میں استحقاق کمیٹی کے اجلاس سے پہلے دو ٹرک بھر کر یہ رپورٹ اسمبلی میں لے آئے تھے لہذا آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں ہم آئندہ کے لئے ان سے ایک مستقل سسٹم بھی بنوائیں گے تاکہ بروقت یہ آتی رہیں کیونکہ ہر دفعہ اس طرح کی بات ہونا اچھا نہیں لگتا اور آئین کے اندر یہ چیزیں موجود ہیں کہ تحاریک استحقاق پیش کی جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فولڈر میں اس کا جواب موجود نہیں ہے۔ محکمہ اوقاف اور religious affairs نے اس کا جواب دینا تھا انہوں نے جواب نہیں دیا میں معزز رکن سے یہ عرض کرتا ہوں کہ مہربانی فرمائیں اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرمالیں میں خود اس کا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن یہ ابھی move نہیں ہوئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر 44 ابھی move نہیں ہوئی میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ میں آج تحریک استحقاق نمبر 49 پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک وقت میں ایک ہی move کر سکتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 44 آج نہیں move کرتا۔ میں تحریک استحقاق نمبر 49 move کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق نمبر 43 تھی۔

سید احسان اللہ وقاص: جی، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 43 تھی اس کا جواب pending ہو گیا ہے تو نمبر 44 کی بجائے میں آج نمبر 49 پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اس کو پڑھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 44 کا جواب لے لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 44 تو ابھی move ہی نہیں ہوئی ہے میری درخواست ہے کہ میں 44 اگلے سیشن کو جمعرات کو پیش کر دوں گا۔ آج مجھے تحریک استحقاق نمبر 49 پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو That is same thing

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو تحریک استحقاق نمبر 45 بھی ان کی ہی ہے اور وہ یہ بھی move نہیں کرنا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر اس سے زیادہ اہم ایک اور آئی ہوئی ہے اس کو لے لیتے ہیں کیونکہ آپ کی یہ دو تو ہو گئی ہیں۔ آپ یہ move نہیں کر سکتے کیونکہ آپ نے ایک move کر لی ہے لہذا آپ دوسری آج move نہیں کر سکتے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وہ تو pending ہوئی ہے move تو نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ move ہوئی ہے تو pending ہوئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ move تو پرسوں کی ہوئی ہے آج کے دن تو move نہیں ہوئی ہے۔ آپ جس طرح فرماتے ہیں آپ کی جو رولنگ ہو گی میں اس کی تعمیل کروں گا لیکن قواعد وضوابط میں یہ لکھا ہے کہ ایک سے زیادہ move نہیں کر سکتا اور اس سے پہلے فیصلہ بھی ہوا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ کی تحریک استحقاق نمبر 45 پیش کر لیں اس کا جواب سن لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے میں 45 پیش کر دیتا ہوں لیکن نمبر 44 بھی move نہیں ہوئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں آپ نمبر 44 اور نمبر 45 دونوں کر لیں یہ جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! دو تو move نہیں کی جا سکتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نمبر 44 ایک ہی کر لیں۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کے سیکشن 9 کے مطابق حکومت پر لازم ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ سال 2004 کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش نہ کر کے قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ایکٹ ہذا کے سیکشن 9 میں درج ہے کہ:

"1. The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

2. The report shall be accompanied by a statement setting out, so far as known to the commission:-

(a) the cases, if any, in which the advice of the commission was not

accepted and the reasons therefor; and

(b) the matters, if any, on which the commission ought to have been consulted but was not consulted and the reasons therefor.

3. The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی short statement دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ہمارا بہت اہم ادارہ ہے اور صوبے کے اندر ساری اہم posts پر تقرریوں کا اختیار اس کو حاصل ہے۔ اس سے پہلے بھی اس کی رپورٹس اسمبلی میں پیش ہوئی ہیں وہ آنکھیں کھولنے کے مترادف ہوتی ہیں اس میں بہت ساری تفصیل ہوتی ہے حکومت اس طرح کے ادارے جو میرٹ پر تقرریاں کرتے ہیں آہستہ آہستہ ان کو نظرانداز کر رہی ہے اور مختلف back door سے بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں اس بات کی بڑی اشد ضرورت ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے تاکہ ہمیں اندازہ ہو کہ کمیشن کی کون کون سی سفارشات کو تسلیم کیا گیا ہے اور کون کون سی سفارشات کو تسلیم نہیں کیا گیا اور بہت ساری پوسٹیں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے through کرنی چاہئے تھیں وہ براہ راست فوج کے ذریعے اور مختلف وایا بٹھنڈا کو fill up کر کے ایڈہاک تقرریاں کی جا رہی ہیں۔ اس کا سارا اندازہ اسی صورت میں ہو گا جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ یہاں پر آئے گی اور آج 2005 نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ ابھی تک 2004 کی رپورٹ سامنے نہیں آئی ہے اگر یہ رپورٹ سامنے آئے تو ہم اس بارے میں حکومت کی رہنمائی بھی کریں گے اور ان کی جو غلطیاں ہوں گی ان کی نشاندہی بھی کریں گے اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ تقریباً دس مہینے گزر گئے ہیں ابھی تک رپورٹ پیش نہیں کی گئی ہے اس لئے میری تحریک استحقاق کو

منظور کرتے ہوئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ہم ان کے ساتھ بات کر سکیں کہ وہ بروقت رپورٹیں بھیجا کریں اور دو دو، تین تین دن وقفے کر کے اسمبلی کا جو اجلاس بلایا جا رہا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں ہوگی تاکہ جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث ہوگی تو آپ کے پاس خود بخود سرکاری کام موجود ہوگا لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جہاں تک ہمارے فاضل دوست کی کاوشوں کا تعلق ہے وہ تو بہت قابل ستائش ہیں کہ ہمیشہ constitutional معاملات ہمارے نوٹس میں لاتے رہتے ہیں اور اس سے ہماری بڑی رہنمائی ہوتی ہے لیکن اس تحریک استحقاق میں تھوڑا سا فاضل دوست نے relevant portion نہیں پڑھا انہوں نے سارا آرڈیننس پڑھا ہے لیکن relevant portion نہیں پڑھا اس لئے یہ technically بنتی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں نے جو اس کا جواب تیار کروایا ہے وہ میں ضرور عرض کرتا ہوں کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 سیکشن 9(3) کے تحت کمیشن کی سالانہ رپورٹ صوبائی اسمبلی پنجاب میں پیش کی جاتی ہے۔ دفتر پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مذکورہ رپورٹ برائے سال 2004 تیار کر لی ہے۔ حکومت پنجاب رولز آف بزنس 1974 کی شق 9(22)A کے مطابق مذکورہ رپورٹ کو اسمبلی میں پیش کرنے سے پیشتر پنجاب کابینہ میں پیش کیا جانا ضروری ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مذکورہ رپورٹ کو صوبائی کابینہ کے سامنے پیش کیا جانا ہے۔ کابینہ کے ملاحظہ کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 2004 اسمبلی میں پیش کر دی جائے گی۔ میں آپ کو وہ relevant portion بھی پڑھ دیتا ہوں۔ انھوں نے جو پڑھا ہے وہ اس کے متعلق relevant نہیں ہے۔ یہ سیکشن 9(3) ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

> "The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provinical Assembly."

یہ گورنر کے سامنے جو پیش ہوتی ہے اس کے متعلق تو باقاعدہ time period دیا ہوا ہے۔ یہ 9(3) میں صرف شق یہ ہے، میں آپ کو بھجواتا ہوں، آپ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ :

"The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

اس میں کوئی time limit نہیں ہے اس لئے ان کی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو مسترد کیا جائے۔ یہ میں آپ کو اس سے relevant portion بھجواتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بڑا دو ٹوک اس میں لکھا ہوا ہے کہ 31st day of December تک یہ رپورٹ گورنر کو پیش کر دیں گے۔ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ گورنر صاحب اگلے پورا سال ہی اس رپورٹ کو آگے نہیں بھیجیں گے۔ اس explanation کی انھوں نے جو شرح اور تفسیر نکال لی ہے یہ تو بالکل غلط ہے اور یہ اس کی بالکل غلط شرح کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جب یہ گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی جائے تو اس کے فوراً بعد یہ آ جانی چاہئے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ پورا سال ہی گزر جائے اور رپورٹ یہاں پر پیش نہ کی جائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گورنر والا portion آپ پڑھ لیں اس میں specific period دیا گیا ہے کہ اس تاریخ تک پیش کر دی جائے۔ یہ آپ پڑھ لیں، 9(3) میں جب صوبائی اسمبلی کو پیش کرنے کا جو procedure ہے اس میں time limit نہیں ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

سید احسان اللہ وقاص: کیا time limit کا یہ مطلب ہے کہ 2004 کی رپورٹ آپ 2008 میں جا کر پیش کریں گے، ظاہر ہے 2004 کی رپورٹ 2005 میں پیش ہو گی، 2005 کی رپورٹ 2006 میں پیش ہو گی۔ یہ تو بالکل اس کی جو explanation ہے محترم چودھری صاحب نے غلط کی ہے۔

وزیر خوراک: آرڈیننس کی شق جو پیش کر رہے ہیں اس کے مطابق بات کریں ناں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ اپنے لئے غلط راستہ نکال رہے ہیں۔ یہ درست بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: 9(3) میں ہے کہ :

"The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly."

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! دس مہینے تو گزر گئے ہیں اب کب یہ پیش کی جائے گی؟ یعنی

2004 کی رپورٹ 2006 میں تو پیش نہیں ہوگی، 2005 میں پیش ہوگی ناں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے تو وہ میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کر دیا ہے کہ اس کو finally کیبنٹ کے سامنے پیش ہونا ہوتا ہے۔ وہ رپورٹ محکمہ نے تیار کر لی ہے جونہی کیبنٹ میٹنگ ہوگی، کیبنٹ میٹنگ رکھی گئی تھی لیکن پھر وہ ناگزیر حالات کی وجہ سے pending ہو گئی ہے جونہی کابینہ میں وہ پیش ہوگی تو اس کے بعد اسے اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ وہ تو میں نے on the floor of the House کہہ دیا ہے لیکن ویسے میں کہہ رہا ہوں کہ اس میں کوئی time limit نہیں ہے۔ گورنر کو پیش کرنے کی time limit ہے لیکن اسمبلی میں پیش کرنے کی اس طرح کی time limit clear نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں، جناب سپیکر! time limit clear نہ ہونے کا یہ مطلب کسی صورت نہیں نکلتا کہ وہ 2004 کی رپورٹ 2005 میں پیش نہیں کریں گے اور اب تو 2005 بھی ختم ہونے والا ہے۔ دو مہینے کے بعد تو اس سال کی رپورٹ انھوں نے گورنر کو پیش کرنی ہے تو یہ جو اس کا راستہ اپنے لئے back door تلاش کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! کیا آپ اس کی time limit بتا سکتے ہیں کہ اس کی time limit کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: گزارش یہ ہے کہ پندرہ دن کر لیں۔ آخر گورنر صاحب کو ایک رپورٹ پڑھنے کے لئے کوئی دس مہینے تو درکار نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ایک اپنی information کے لئے کہہ رہا ہوں کہ رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں ہوئی، اب یہاں تو کوئی چیز یہ نہیں بتاتی کہ within that limit رپورٹ پیش ہونی چاہئے۔ اگر وہ پیش نہیں ہوتی تو ہم اس کو چلو آپ کے کہنے پر کمیٹی کو بھیج بھی دیتے ہیں لیکن وہ یہی plea لے سکتے ہیں کہ یہاں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے اس کا پھر ہم کیسے جواز بنائیں گے؟

سید احسان اللہ وقاص: اس کا ایک procedure بنا دیں۔ یہی procedure ہم استحقاق کمیٹی میں بنا لیں گے کہ اتنے عرصے کے لئے کر دینا چاہئے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا میں جو جواز پیش کر رہا

ہوں، میرے فاضل دوست میری ذرا غور سے بات سن لیں میں ان کی بات کو بڑا weightage دیتا ہوں اور ہمیشہ ان کا جواب تیار کر کے آتا ہوں۔ میں گزارش صرف یہ کر رہا ہوں کہ جہاں تک استحقاق مجروح ہونے کا تعلق ہے وہ پوزیشن پیدا نہیں ہوتی اس لئے کہ اس میں time limit نہیں ہے۔ گورنر کو پیش کرنے کا time limit ہے اگر یہ time limit میں نہیں آتی وہ تو specific لکھا ہوا ہے اور آپ نے پڑھ لیا ہے لیکن سیکشن 9(3) جہاں صوبائی اسمبلی کو پیش کرنے کی ایک binding ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی کو پیش ہونی ہے۔ اس میں time limit نہیں ہے، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ بڑی واضح ہے آپ اسے پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن ایک بات ہے کہ ان کی اس بات میں وزن ہے کہ اگر گورنر کے سامنے پیش ہونے کے لئے time limit ہے تو پھر پنجاب اسمبلی میں بھی پیش کرنے کے لئے کوئی time limit ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: وہ آرڈرز میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: جی، ہونا چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER:- This is something which should be made. Public Service Commission should not go above Punjab Assembly.

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ ہے کہ جب یہ time limit ہو جائے گی تو پھر استحقاق کا سوال پیدا ہو گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس وقت استحقاق پیدا نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اس وقت نہیں ہے لیکن اس کا کوئی wayout تو final کرنا ہو گا۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس وقت استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں احسان اللہ وقاص صاحب سے کہوں گا کہ فی الحال آپ press نہ کریں لیکن I have made it clear کہ اس کا کوئی جواز نکالنا چاہئے کہ:

> There should be a time limit fixed for it to be presented before the Assembly.

چوددھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ time limit ایسے نہیں ہے لیکن یہ بات سمجھ لی جاتی ہے کہ اس کو دوسرے سال میں پیش ہونا ہے اور اس سال کے اندر اندر یعنی جنوری میں نہیں تو فروری میں، فروری میں نہیں تو مارچ میں، مارچ میں نہیں تو اگست میں، ستمبر میں، اکتوبر میں یعنی کہ within that year یعنی کہ اس سال کے اندر اندر پیش ہونی ہے۔ اگر یہ کہیں کہ limit نہیں ہے تو it means کہ یہ کبھی بھی پیش کر سکتے ہیں، بیس سال کے بعد بھی پیش کر سکتے ہیں، کیا یہ بات عقل کو گوارہ کرتی ہے کہ یہ بیس سال کے بعد پیش کریں، تیس سال کے بعد پیش کریں دراصل بات وہی ہے کہ within a year اس کی limit ہے کہ سال کے اندر جب بھی پیش کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وہی چیز تو ان کو کہہ رہا ہوں کہ چونکہ اس وقت اس میں یہ missing ہے اس کو اپنایا جائے، اس میں limit ہونی چاہئے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ mandatory ہے کہ ایوان کا یہ استحقاق ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے۔ جیسے ہمارے معزز رکن اصغر علی گجر صاحب نے کہا ہے کہ time limit کا یہ مطلب نہیں کہ within the year، اسی سال میں یہ رپورٹ پیش ہو، جب یہ اسمبلی کا استحقاق ہے کہ یہ رپورٹ on the floor of the House it has to be submitted تو اگر یہ submit نہیں ہوتی تو استحقاق تو مجروح ہوتا ہے۔ اس میں time limit کی بات کہاں سے آ جاتی ہے؟ جب یہ mandatory ہے کہ یہ ضرور پیش ہونی چاہئے تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب منسٹر صاحب! آپ یہ دیکھیں کہ جب یہ استحقاق اس ایوان کا ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے تو وہ اگر رپورٹ پیش نہیں ہوتی تو استحقاق مجروح ہوتا ہے، پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اگر 2004 کی رپورٹ ابھی تک پیش نہیں ہوئی تو استحقاق مجروح ہوا ہے اور آپ یہ رولنگ دے دیں کہ اس سال کے اختتام پر this within a month, within fifteen days report has to be submitted to this House، یہی میری گزارش ہے اگر وہ mandatory ہے تو یہ بھی mandatory ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن میری سمجھ میں جو بات آئی ہے، جس استحقاق کی آپ بات کر رہے ہیں اصولاً اس اسمبلی کو اس استحقاق کے لئے کچھ کارروائی کرنی

چاہئے لیکن اس وقت تک اس کو point out نہیں کیا گیا آج یہ point out ہو رہی ہے اس کی بنیاد پر میں وزیر موصوف کو یہ direction دے رہا ہوں کہ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو لازم قرار دیا جائے کہ within the Assembly in a particular limited time جو بھی fix کریں اس میں یہ پیش ہو، فی الحال یہ استحقاق نہیں بنتا اس لئے I have disposed of that

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! تحریک تو آپ نے dispose of کر دی ہے لیکن کوئی time limit تو مقرر کر دیں۔ جیسا کہ وزیر صاحب کو آپ نے یہ direction دی ہے کہ یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے تو پھر آپ یہاں پر time limit کا بھی بتا دیں، ابہام میں نہ رکھیں۔ یہ تو ایوان کا استحقاق ہے کہ یہ رپورٹ یہاں پیش ہونی چاہئے تو اس کے لئے آپ پھر کوئی time limit بھی فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: time limit طے نہیں ہوا۔ اس کو میں decide کروں گا کہ What has to be done میں اس وقت انھیں direction دے رہا ہوں in the meantime یہ طے کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آئین کی منشاء کیا ہے، یہ رپورٹ کیوں یہاں پر پیش کی جاتی ہے؟ مقصد تو یہ دیکھنا چاہئے کہ cause کیا ہے، آئین محکمہ کو کیوں پابند کرتا ہے کہ اس کی سالانہ رپورٹ پیش کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں کوئی deny نہیں کر رہا۔ میں آپ کی بات کو مانتا ہوں چونکہ آپ کی بات میں وزن ہے اس لئے میں نے direction دی ہے لیکن اس میں lacuna ہے اور اسے دور کرنا ضروری ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جب قانون اور آئین کی بات ہو گی تو پھر اسی کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے۔ جہاں تک ان کی بات کا تعلق ہے تو ہم اسے تسلیم کرتے ہیں، آپ نے خود بھی direction دے دی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب کی کابینہ کا جو پہلا اجلاس ہو گا قانون کے مطابق اس میں اسے پیش ہونا ہے۔ جب وہاں سے پاس ہو کر آئے گی تو اس کے فوراً بعد جو اجلاس آئے گا اس میں یہ رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بات پیش کرنے کی نہیں ہے رپورٹ پیش تو لازماً ہو گی لیکن اس کے لئے آپ نے time limit بھی fix کرنا ہے۔ in future یہ نہیں ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: جناب! اس کے لئے پھر amendment لانی پڑے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جو ضروری ہے کریں۔ وزیر صاحب یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ رپورٹ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس کا کوئی time limit بھی fix کر دیں گے in future یہ چیز نہیں ہو گی۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وزیر تعلیم، وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے آبائی شہر سے متعلقہ میرا سوال ہے کہ شمالی پنجاب میں جو پرائیویٹ سکول بند ہیں ان کی عمارتوں کا fitness certificate اس ایوان میں پیش کیا جائے جیسا کہ بیکن ہاؤس گجرات 8۔اکتوبر سے بند ہے جو کہ ایک چاقو رگڑنے کے کارخانے میں قائم ہوا ہے۔ ان کی عمارتیں ایسی مخدوش حالت میں ہیں کہ جس میں کارخانے بھی نہیں چل سکتے تو ایوان کو اس بابت آگاہ کیا جائے کہ یہ پرائیویٹ سکول کب تک کھلیں گے اور ان کی عمارتوں کی حالت کیسی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں، وہی اس کا جواب دے سکیں گے۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: راجہ بشارت صاحب بھی اسی حلقے سے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اسی حلقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وزیر آبپاشی اسی حلقے میں شادی کر چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! سکولوں کے بارے میں تو وزیر تعلیم صاحب ہی بہتر جواب دے سکیں گے۔ جس وقت وزیر تعلیم تشریف فرما ہوں اس وقت آپ یہ سوال کر لیجئے گا۔ in the meantime اب میں جناب حفیظ اللہ خان نوانی کی تحریک استحقاق نمبر 50 کو take up کرتا ہوں۔

ایس۔ایچ۔او سٹی بھکر کا معزز رکن اسمبلی سے تضحیک آمیز رویہ

جناب حفیظ اللہ خان نوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی

فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔اکتوبر 2005 کو میں نے اپنے حلقہ کے عوامی اور مفاد عامہ کے مسئلہ کے حل کے لئے S.H.O، تھانہ سٹی بھکر مخدوم الطاف کو ٹیلی فون کیا۔ ڈیوٹی پر موجود اہلکار نے ٹیلی فون پر S.H.O متعلقہ سے پوچھ کر میری بات کروائی۔ میں نے ان کو اپنا مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سارا دن جوتیاں رگڑتے ہیں اور بیگار کرتے ہیں اور اوپر سے آپ M.P.A صاحبان ہمیں تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بار بار ٹیلی فون کر کے ہماری مت مار دیتے ہیں اور ہمیں بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ آپ لوگ ایئر کنڈیشن میں بیٹھ کر ہمیں آرڈر جاری کرتے ہیں اور میں آپ کا مسئلہ حل نہیں کرتا جاؤ جو کرنا ہے کر لو، میں آپ کو M.P.A نہیں مانتا۔ اس کے علاوہ انہوں نے میرے خلاف اور بھی نازیبا الفاظ بولے۔ میں نے ٹیلی فون بند کر دیا اور D.S.P صدر، بھکر سے اس کے ترش لہجہ کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ میں D.P.O بھکر سے بات کرتا ہوں۔ اس کی یقین دہانی کے باوجود میرا مسئلہ حل نہیں ہوا اور نہ ہی متعلقہ اہلکار S.H.O سٹی، بھکر کے خلاف کوئی قانونی یا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ ایس۔ایچ۔او کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

ایوان میں نصب ساؤنڈ سسٹم میں خرابی کی نشاندہی

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بارہا آپ کی توجہ ایوان میں لگے ہوئے mikes کی طرف دلا چکا ہوں مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ کی واضح ہدایات کے باوجود انھیں ٹھیک نہیں کروایا گیا۔ وزیر قانون صاحب بھی یہی چاہتے ہیں، ایوان کے تمام ممبران بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو فوری حل کیا جائے۔ تقریباً پچھلے تین سال سے یہ problem چلا آ رہا ہے اس کو ٹھیک نہیں کیا جا رہا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ابھی ہمارے معزز رکن نوانی صاحب تحریک استحقاق پیش کر رہے تھے اور ہمیں ان کے کچھ ہی الفاظ سمجھ آ سکے جبکہ زیادہ تر سمجھ نہیں آئے۔ آپ بھی جب بات کر

رہے ہوتے ہیں تو آدھی بات ہم سن سکتے ہیں اور آدھی سنائی نہیں دیتی۔ اگر آپ اس کو تبدیل نہیں کروا سکتے تو جس طریقہ سے قومی اسمبلی میں ہر ممبر کو airphone مہیا کیا گیا ہے یہاں بھی ہمیں airphones مہیا کر دیئے جائیں۔ تقریباً ہر اجلاس کے دوران یہ مسئلہ پیش آتا ہے ہم point out کرتے ہیں، آپ ہر مرتبہ ہدایات دیتے ہیں لیکن آج تک اس کا کوئی حل نہیں ہو سکا تو میں اس کی وجوہات جاننا چاہتا ہوں اور یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ یہ ادارہ اتنا بے وقعت کیوں ہو گیا ہے کہ آپ کی ہدایات کے باوجود، وزیر قانون کی ہدایات کے باوجود اس مسئلہ کا حل نہیں نکل سکا؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ پہلے بھی انھوں نے mike system کو check کروایا تھا technical وجوہ تھی، اس میں چند ایک mikes خراب تھے جبکہ باقی ٹھیک ہیں۔ اب مزید اسے دوبارہ چیک کروائیں گے اور اسے درست کروایا جائے گا چونکہ نیا ہال بن رہا ہے اس لئے نیا system وہاں پر لگایا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چیک کروانے کی بات نہیں ہے یہ mikes تو کام ہی نہیں کرتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں نیا mike system لگے ہمیں بتایا جائے کہ نیا system لگانے میں دقت کیا ہے؟ میں نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر فنڈز چاہئیں تو ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے استدعا کرتے ہیں، حکومت فنڈز دینے کے لئے تیار ہے۔ اس میں مسئلہ کیا ہے، کیوں نیا system نہیں لگایا جاتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا خیال ہے کہ چونکہ نیا ہال بن رہا ہے لہذا نیا system وہاں پر لگایا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! ان کے خیال کی بات نہیں ہے، بات ہم نے کرنی ہوتی ہے، بات سننی ہم نے ہوتی ہے، بات سمجھنی ہم نے ہوتی ہے ان کے خیال کی بات نہیں ہے۔ آج میں استدعا کرتا ہوں کہ اس بابت اگر کوئی دقت ہے تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ہمیں بتا دیا جائے تاکہ ہم یہ بات کرنا چھوڑ دیں۔ اگر کوئی دقت نہیں تو حکومت کی طرف سے ہم فنڈز مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں ہمیں یہ mike system نیا لگانے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! تین سال ہونے کو ہیں اور یہ mike system خراب ہے اب

کہہ رہے ہیں کہ نیا ہال بن رہا ہے۔جب تک نیا ہال نہیں بنتا کیا اس وقت تک پھر اسمبلی کی کارروائی بھی معطل کر دی جائے،جب بات سمجھ ہی نہ آئے تو پھر جواب کیسے دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کی درستی کے لئے کوشش کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب والا!حکومت بھی تعاون کرنے کو تیار ہے پھر آخر اس کے کیا محرکات ہیں،آخر یہ مسئلہ حل کیوں نہیں ہوتا؟ہم نے بارہا اسے point out کیا ہے،یہاں صرف سن لیا جاتا ہے اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں،اب انشاء اللہ اس مسئلے کو حل کیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں پہلے حفیظ اللہ خان نوانی صاحب کی تحریک استحقاق کا وزیر قانون سے جواب تو لے لوں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا،بڑی اہم بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:نہیں،پہلے تحریک استحقاق کو نمٹا لینے دیں پھر میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی،وزیر قانون صاحب!تحریک استحقاق نمبر 50 کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!یہ تحریک ابھی موصول ہوئی ہے۔میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔معزز ممبر نے آج ہی move کی ہے۔آپ اسے pending فرمالیں میں جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کیا اس کو next day تک pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جی،جناب!

جناب حفیظ اللہ خان نوانی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب حفیظ اللہ خان نوانی:جناب سپیکر!میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔کوئی ایم۔پی۔اے اپنے آپ کو اس بھری اسمبلی میں ننگا نہیں کرنا چاہتا،کوئی خاص مجبوری ہوتی ہے،کسی کا

استحقاق مجروح ہوتا ہے تب ہی وہ اسمبلی میں آ کر بات کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کا رویہ ہمارے ساتھ، سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے ممبران کے ساتھ توہین آمیز ہے تو اپوزیشن ممبران کے ساتھ پولیس کا رویہ پھر کیسا ہوگا؟ ابھی کچھ دیر پہلے میرے بھائی وارث کلو صاحب نے بات کی ان کا اور میرا حلقہ ملحقہ ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے پولیس جو کچھ کرتی ہے ہم دیکھتے ہیں۔ لاہور سے کوئی جا کر نہیں دیکھتا۔ ہمارے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اس سے تنگ آ کر اسمبلی میں بات کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کتنی افسوسناک بات ہے کہ ہم نے ایک ایس۔ایچ۔او کو معتبر سمجھ لیا ہے اور ایک ایم۔پی۔اے جو اس ایوان کا فاضل ممبر ہے جو ڈیڑھ لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے اس کی بات کو وزن نہیں دے رہے، یہ کیا ہے؟ ہمارے ملک اور ہمارے پنجاب میں پولیس جو کچھ کر رہی ہے وہ لوگ جانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ جواب آنے تک اسے pending کیا جائے۔ پھر جواب آئے گا اور وزیر قانون کھڑے ہو کر یہاں پر یہ کہہ دیں گے کہ ایس۔ایچ۔او کہتا ہے کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ کم از کم اس ایوان کے فاضل ممبران کو اتنا احترام تو دیں چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حکومتی پارٹی سے خدا کے لئے آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی میں جانے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر نے کبھی کسی کی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو کس نے oppose کیا ہے؟ میں نے oppose تو نہیں کیا۔ میں نے تو صرف یہ گزارش کی ہے کہ یہ ابھی پیش ہوئی ہے اس لئے اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ اگر حقیقت بتانا بھی جرم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے اور اس کو اس نظریے سے نہیں لینا چاہئے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ ہم نے ہمیشہ معزز اراکین اسمبلی کے استحقاق کو مقدم

سمجھا ہے۔ میں نے بلا جواز، بلا وجہ oppose نہیں کیا۔ میں اب بھی اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ ایک چیز میرے علم میں ہی نہیں ہے تو میں اسے conceal کیسے کرلوں؟ میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے معزز رکن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اسے کل کے لئے pending فرمائیں گے تو میں قطعی طور پر اسے oppose نہیں کروں گا لیکن یہاں پر جو precedent بنا ہوا ہے کہ unheard ہم کسی کو سزا نہ دیں اس لئے اگر آپ اس کو پرسوں کے لئے رکھ لیں تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔ بے شک کمیٹی کے پاس چلی جائے لیکن کم از کم کسی کا جواب تو لے لیں، میں نے اسے oppose نہیں کیا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! استحقاقات کمیٹی کے سپرد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کسی کو سزا ہونی ہے۔ مثالیں موجود ہیں کہ بعض دفعہ تحریک استحقاق یہاں پر پیش ہوئی اور جناب نے اور سابق صاحب نے فوری طور پر کمیٹی کے سپرد کیا۔ آپ ایوان کے Custodian ہیں۔ آپ یہ آرڈر کر سکتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی فاضل رکن کے دل کی تسلی صرف اس سے ہو جائے کہ یہ تحریک کمیٹی کے پاس چلی جائے اور وہ ایس۔ ایچ۔ او وہاں سے چل کر کمیٹی کے سامنے آ جائے۔ اس نے وہاں پر بھی اپنا مؤقف پیش کرنا ہے اسمبلی میں تو اس نے پیش نہیں ہونا۔ اس نے اس کمیٹی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وزیر قانون نے تو صرف یہی کہنا ہے کہ اس نے انکار کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں نے بد تمیزی نہیں کی لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں پر کوئی فاضل ممبر یہ بات کہتا ہے جس طرح انھوں نے کہا ہے کہ جس طرح ایس۔ ایچ۔ او نے میرے ساتھ بد تمیزی کی ہے کیا میں یہ کہہ کر اپنے آپ کو ننگا کر لوں کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ وہ وہاں پر آ کر اپنا مؤقف بیان کرے اگر مؤقف غلط ہو گا تو پھر وہاں سے فارغ ہو جائے گا اور اگر اس نے جرم کیا ہو گا تو پھر کمیٹی دیکھ لے گی کہ اس کے متعلق کیا کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے تو oppose ہی نہیں کیا۔ میں تو اس کو اس لئے oppose نہیں کرتا کہ oppose کرنے کے لئے میرے پاس documents نہیں ہیں لیکن آپ یہ ایک precedent create کر رہے ہوں گے۔ پھر آئندہ کسی بھی تحریک استحقاق میں آپ کو جواب نہیں لینا پڑے گا چونکہ یہ ایک precedent ہو جائے گا اور پھر جب معزز اراکین اس کو

moveکرتے ہیں تو پھر میں کہتا ہوں کہ جواب آ جانا چاہئے لیکن آج کے بعد پھر آج جواب نہیں لے سکیں گے۔ جب میں کسی بات کوcontradictہی نہیں کرتا جس طرح ابھی بگو صاحب فرما رہے تھے اگر نوانی صاحب نے یہ بات مجھے بتائی ہوتی تو میں معزز ایوان کےfloorپر یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے تو صرف اس کو بلانا ہے لیکن میں اسےsuspendبھی کروا دیتا لیکن انھوں نے بتایا ہی نہیں وہ تو سیدھی تحریک استحقاق لے کر آ گئے ہیں۔ میں اب بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں قطعی طور پر اس کوopposeنہیں کروں گا لیکن lets not set bad precedents

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! لاء منسٹر صاحب کی یہ بات کسی حد تک درست ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان نوانی: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، درست ہے اسے next working dayتکpendingکیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! 24-اکتوبر کے روز نامہ ''اوصاف'' میں ایک خبر ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ دو لائنوں کی خبر پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! تصویروں کے ساتھ ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ "اراکین پنجاب اسمبلی نسیم لودھی 57، فرزانہ راجہ 85، صغریٰ امام 33 بہاریں دیکھ چکی ہیں۔ سات اراکین نے عمریں چھپالیں۔ طلعت یعقوب صاحبہ 62 سال، ڈاکٹر انجم امجد---

MR. ACTING SPEAKER: I think this is a non-serious matter. It is not to be discussed. I will not allow it.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواتین کے بارے میں اس قسم کا رویہ نہیں ہونا چاہئے۔ I will disallow that.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! فرزانہ نذیر صاحبہ!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ غلط بات ہے۔This is not allowed یہ مناسب نہیں ہے۔ This is nothing to do with it. اب نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد 1 بج کر 30 منٹ پر جناب چیئر مین رائے اعجاز احمد کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب چیئر مین: تحریک التوائے کار نمبر 441 ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔۔۔وزیر صاحب بھی موجود نہیں ہیں اور محرک بھی موجود نہیں ہیں لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے، محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک التوائے کار نمبر 593 ہے۔انہوں نے request کی ہے کہ اس کو pending کیا جائے، لہذا جمعرات تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک جناب محمد وقاص کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کا پیغام آیا ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔

جناب چیئر مین: اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: آپ اسی پر پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں یا کسی اور چیز پر کر رہے ہیں؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): میں ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں، ابھی تحاریک چل رہی ہیں۔ میں بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 596 جناب سمیع اللہ خان اور محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اس کو pending کیا جائے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 507 بھی ان کی ہے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 602 شیخ تنویر

احمد، جناب ارشد محمود بگو کی ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: محترمہ! ان کو تحریک پڑھ لینے دیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب چیئرمین! میں یہ بتا رہی ہوں کہ کل سے رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو جائے گا اور بہت سے لوگ اعتکاف پر بیٹھنا چاہیں گے میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اگر یہ اجلاس اب ختم ہو جاتا اور یہ دن بعد میں پورے کر لیتے۔

جناب چیئرمین: محترمہ جس نے اعتکاف پر بیٹھنا ہے کل بیٹھ جائے، آج بیٹھ جائے، باقی تین دن کا اعتکاف ہوتا ہے، ایک گھنٹے کا بھی اعتکاف ہوتا ہے۔ ہم اعتکاف والے کو نہیں روکتے ہمیں خوشی ہو گی وہ ہمارے لئے دعا کریں۔ ہم نے سرکاری امور بھی نمٹانے ہیں، اجلاس کے دن بھی پورے کرنے ہیں۔

راولپنڈی، پیپلز کالونی میں امام مسجد کی بیٹی سے پانچ افراد کی اجتماعی زیادتی

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔ستمبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق راولپنڈی پیپلز کالونی میں محمد رفیق نامی امام مسجد کے گھر میں جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب پانچ ملزمان زبردستی گھس گئے اور امام مسجد کی نوجوان لڑکی حافظہ تنویر رفیق کو زبردستی اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد فرار ہو گئے۔ اس واقعہ میں ملوث کسی بھی ملزم کو پولیس گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے بلکہ پولیس مدعی اور لڑکی کو خاموش رہنے اور ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی سے گریزاں رہنے کا مشورہ دے رہی ہے جس کی وجہ سے عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ مذکورہ مدعیہ کے بیان پر مقدمہ نمبر 585 مورخہ 23/09/05 بجرم 10/11 زنا 382 ت پ تھانہ آر۔اے بازار

راولپنڈی درج ہوا۔ دوران تفتیش مدعیہ کا ملاحظہ ڈاکٹری اور الٹرا ساؤنڈ کرایا گیا۔ بوقت وقوعہ مدعیہ کے پارچہ جات پوشیدنی بذریعہ فرد قبضہ پولیس لے کر بوساطت میڈیکل آفیسر دفتر کیمیکل ایگزامینر لاہور برائے ڈی۔این۔اے ٹیسٹ بھجوائے گئے ہیں۔ مدعیہ کے بھائی عقیل الرحمٰن نے بیان دیا ہے کہ اس کا پولیس تھانہ آر۔اے بازار سے جھگڑا ہوا تھا اور اس کو شک ہے کہ کہیں پولیس تھانہ آر۔اے بازار کے ملازمین نے یہ واقعہ نہ کیا ہو لیکن ملازمین کو شامل تفتیش کر کے مدعیہ، اس کے باپ اور بھائی کی موجودگی میں ان کی شناخت پریڈ کروائی گئی جس میں سے ان کی شناخت نہ ہو سکی۔ اس کے بعد مدعیہ کے لواحقین نے اسلام آباد پولیس پر بھی شبہ ظاہر کیا کیونکہ اس کے بھائی کا ایک جھگڑا اسلام آباد پولیس کے کچھ لوگوں سے بھی ہوا تھا۔ بعد میں اسلام آباد پولیس کے کچھ لوگوں کو زیر حراست بھی لیا گیا ہے لیکن اس میں latest پوزیشن یہ ہے کہ ڈی۔پی۔او راولپنڈی نے آج مجھے یہ بات بتائی ہے کہ ان سارے لوگوں کو شامل تفتیش کرنے کے بعد اس معاملہ کے جو کچھ حقائق ہیں وہ تھوڑے سے مشکوک نظر آئے ہیں اور مشکوک واقعات کی تصدیق مدعیہ کے والد نے بھی کی ہے لہذا اس سلسلہ میں مزید کارروائی اس لئے نہیں کی گئی کیونکہ اس کے والد نے مزید کچھ لوگوں کی نشاندہی کی ہے جن کا تعلق پولیس سے نہیں ہے، راولپنڈی پولیس سے ہے اور نہ اسلام آباد پولیس سے ہے۔ اب ان کو شامل تفتیش کر کے اس معاملے کو آگے بڑھایا جائے گا لیکن میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ راولپنڈی سے معاملہ ہے اور یہ آبادی علامہ اقبال ٹاؤن جس کو پیپلز کالونی بھی کہتے تھے یہ سارے واقعات میرے نوٹس میں ہیں اور جس دن اس وقوعہ کا پرچہ درج ہوا اس دن بھی میں کچہری میں موجود تھا اور میں نے اپنی نگرانی میں پرچہ درج کروایا تھا۔ میں آپ کے توسط سے معزز رکن اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی پولیس کی جانب سے نہیں ہوگی بلکہ اصل ملزمان کو سامنے لانے کی کوشش کی جائے گی اور ان کا چالان بھی کیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! چونکہ وزیر قانون کے حلقے کا اور ان کی رہائش کے قریب کا مسئلہ ہے اور یہ خود بھی دلچسپی لے رہے ہیں اس لئے میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 603 حاجی اعجاز، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔

لاہور میں پولیس اہلکاروں کی جعلی مشروب فیکٹریوں کے مضر صحت مشروب سے عوام کو نقصان

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔ستمبر 2005 کی موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارلحکومت لاہور میں پولیس اہلکاروں نے جعلی مشروبات کی فیکٹریاں لگالی ہیں اور دھڑلے سے اپنا غیر قانونی کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پولیس کے حاضر سروس اور برخاست شدہ اہلکاروں کی ان جعلی فیکٹریوں سے روزانہ 25ہزار کے لگ بھگ بین الاقوامی برانڈ کی بوتلوں کو دوبارہ بھر کے بازار میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جعلی مشروبات ریلوے سٹیشن، بادامی باغ اور شیراکوٹ کے بس اڈوں سینما گھروں، تھیٹروں، شادی گھروں کے ساتھ ساتھ شہر کے مصروف ترین علاقوں کی دکانوں اور غریبوں کے علاقوں میں دکانوں کے ذریعے فروخت کی جاتی ہیں۔ ضلعی حکومت کا شعبہ فوڈان بااثر پولیس اہلکاروں کے خلاف کارروائی کر کے متعدد بار ان کی جعلی فیکٹریاں پکڑ چکا ہے مگر یہ لوگ اثر ورسوخ اور پیسا استعمال کر کے دوبارہ نئی جگہ پر کام شروع کر لیتے ہیں اس طرح ناقص سوڈاواٹر سے یہ لوگ لاکھوں افراد کی صحت کو تباہ کر رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر پیش کی گئی ہے میری استدعا یہ ہے کہ یہ خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔ جہاں تک جعلی مشروبات فروخت ہونے کا، بنانے کا تعلق ہے میں اس حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ یہ کاروبار نہیں ہوتا، بے شمار لوگ اس مکروہ دھندے میں ملوث ہیں اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے لیکن یہاں کسی پولیس افسر کا نام نہیں لکھا گیا، ویسے خبر میں یہ کہا گیا ہے کہ پولیس افسران نے جعلی مشروب کی فیکٹریاں بنالی ہیں، میں اس بات کی تردید کرتا ہوں کہ کسی پولیس اہلکار کی فیکٹریاں نہیں ہیں لیکن یہ فیکٹریاں ضرور موجود ہیں، جعلی مشروب فروخت کئے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی بھی کی جاتی ہے اور یہ کارروائی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت کی جاتی ہے اور ہمارے جو بلدیاتی ادارے ہیں ان کا ایک

مسلسل عمل ہے کہ وہ Pure Food Act کے تحت بھی کارروائی کرتے ہیں۔ میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ متعلقہ محکمہ جات کو ہدایت کی جارہی ہے کہ اس سلسلے میں مزید موثر کارروائی کریں اور جو شخص بھی میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس لحاظ سے تردید کی ہے کہ آپ نے کسی پولیس افسر کا نام نہیں لکھا لیکن اگر کوئی سرکاری اہلکار یا کسی بھی محکمے سے تعلق ہو اگر وہ اس مکروہ دھندے میں شامل ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔

چوہدری زاہد پرویز: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: چونکہ زاہد صاحب اسے press نہیں کرتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک کا نمبر 604 ہے جو کہ حاجی محمد اعجاز، جناب ارشد محمود بگو اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

لاہور میں قائم سنٹرل ماڈل سکول کو بغیر کسی وجہ کے خلاف قاعدہ و قانون فروخت کرنا

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سنٹرل ماڈل سکول، لوئر مال لاہور سو سے بھی زائد سال سے تعلیمی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ یہ ادارہ خود مختار حیثیت سے کام کر رہا تھا اور غریب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دے رہا تھا مگر اب حکومت نے اس ادارے کو وار داور دیگر پارٹیوں کو بغیر کسی وجہ کے فروخت کر دیا ہے۔ اس سکول کی پراپرٹی اور اثاثہ جات کی اس وقت مارکیٹ ویلیو ایک سے ڈیڑھ ارب روپے کے قریب ہے اور اس میں ہزاروں کی تعداد میں بچے زیر تعلیم ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں اساتذہ ان بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ حکومت نے اس سکول کے اثاثہ جات اور پراپرٹی کی کوئی سکیورٹی حاصل نہ کی ہے اور اس سکول کو قاعدہ اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فروخت کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے لہذا میری استدعا ہے کہ ان کے آنے تک اس کو pending کر لیا جائے۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! ٹھیک ہے اس کو pending کر لیتے ہیں لیکن جمعرات تک اس کا جواب آنا چاہئے اور اگر منسٹر ایجوکیشن نہ ہوئے تو آپ اس کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں اس حوالے سے ایک اور بھی بات کروں گا کیونکہ بڑی بد قسمتی ہے کہ صبح سے تو وزیر تعلیم یہاں پر پھدک رہے تھے وہ آتے ہیں پھدکتے ہیں اور باہر نکل جاتے ہیں۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! یہ تو آپ کا ان سے پیار ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں یہاں پر ایک انتہائی اہم معاملے وحدت روڈ پر گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے جس میں تین ہزار کے قریب بچے پڑھتے ہیں اور ایک سو کے قریب اساتذہ ہیں۔ آج کل تبادلوں پر پابندی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں کے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کی محکمہ نے ٹرانسفر کر دی اور بد قسمتی سے وہاں کے ڈپٹی ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل بھی 20۔ ستمبر کو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ اب وہ سکول بے یار و مددگار چل رہا ہے اور وزیر موصوف کہیں ادھر ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ بھی ان سے درخواست کروں گا کہ یہ بھی کچھ خیال کریں کہ اگر یہ ادارے۔۔۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! آپ کی یہ بات بھی ان کے علم میں لائیں گے اور اس کا جواب بھی اگر وزیر صاحب سن رہے ہیں تو وہ لے آئیں گے ورنہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب بھی دیں گے۔ یہ ذمہ داری ان کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

جناب چیئر مین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 605 حاجی اعجاز احمد، چودھری زاہد پرویز اور ملک اصغر علی قیصر کی طرف سے ٹرانسپورٹ سے متعلقہ ہے۔

لاہور، راولپنڈی اور دیگر روٹوں پر چلنے والی اے۔سی بسوں کے مالکان کی مسافروں سے مقررہ حد سے زائد کرایہ کی وصولی

چودھری زاہد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے انٹر سٹی ٹرانسپورٹ کے لئے کرایہ نامہ جاری کیا ہوا ہے جس کے مطابق زیادہ سے زیادہ بسوں کے مالکان 50 پیسے فی کلو میٹر کرایہ وصول کرنے کے مجاز ہیں مگر A/C اور نان A/C بسوں کے مالکان نے اپنی مرضی سے کرائے مقرر کر رکھے ہیں اور یہ لوگ زبردستی مسافروں سے زیادہ کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ لاہور تا راولپنڈی براستہ موٹر وے کل فاصلہ 350 کلو میٹر کے قریب ہے جن کا زیادہ سے زیادہ کرایہ 175 روپے حکومت کے جاری کردہ شیڈول کے مطابق بنتا ہے مگر اس کے باوجود A/C بسوں کے مالکان فی مسافر 250 روپے سے 300 روپے تک کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ لاہور تا چکوال کا فاصلہ 300 کلو میٹر (براستہ موٹر وے) بنتا ہے جس کا کرایہ 150 روپے فی مسافر بنتا ہے مگر اس روٹ پر بھی زیادہ کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح لاہور تا بھیرہ (براستہ موٹر وے) کل فاصلہ 200 کلو میٹر ہے اور بس مالکان کو زیادہ سے زیادہ کرایہ 100 روپے وصول کرنا چاہئے مگر اس روٹ پر مسافروں سے زبردستی 150 روپے وصول کئے جا رہے ہیں۔ جس کی مثال بس نمبر JA-5484 لاہور تا چکوال جانے والی بس کی ہے جس نے بھیرہ سے لاہور آنے والے مسافروں سے 150 روپے مورخہ 15۔ ستمبر 2005 کو زبردستی وصول کئے ہیں مگر کسی مسافر نے ان سے کرایہ پر تکرار کیا تو مسافروں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ اس طرح ان بسوں کے مالکان دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: شکریہ۔ جناب چیئر مین! حکومت پنجاب نے انٹر سٹی روٹوں پر چلنے والی نان A/C ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے کرائے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 2005-10-21 بحساب 45 پیسے فی کلو میٹر مقرر کر رکھے ہیں۔ تمام سیکرٹریوں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ٹریفک پولیس کو

ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ ٹرانسپورٹ گاڑیوں میں منظور شدہ کرایہ نامہ آویزاں کیا جائے۔ خلاف ورزی کی صورت میں متعلقہ ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی کی جائے۔ زائد کرایہ کی وصولی پر ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے چالان کر کے قانون کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ زائد کرائے کی وصولی اور دیگر شکایات پر جولائی تا ستمبر 2005 تک 8826 گاڑیوں کے چالان کر کے 25 لاکھ 11 ہزار 600 روپے جرمانہ عائد کیا گیا جو حکومت پنجاب کے خزانے میں جمع کروایا گیا ہے۔ جہاں تک A/C گاڑیوں کے کرائے کے بارے میں معزز ایوان میں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ ائیر کنڈیشنڈ گاڑیوں کا کرایہ ڈی ریگولیٹ کیا گیا ہے۔ صوبائی کابینہ کے فیصلے مورخہ 2000-11-28 کے مطابق مارکیٹ کے اتار اور چڑھاؤ پر منحصر کر دیئے گئے ہیں۔ محرک نے لاہور تا چکوال روٹ پر بس نمبر JA5484 کی مثال پیش کی ہے تو اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ مذکورہ بس ائیر کنڈیشنڈ ہے اور اس سلسلے میں A/C گاڑیوں کے بارے میں پہلے ہی وضاحت کر دی گئی ہے کہ A/C گاڑیوں کا کرایہ ڈی ریگولیٹ ہے اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ اس کو dispose of کیا جائے اور محرک کی بات relevant نہیں ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب چیئرمین! میں short statement دینا چاہتا ہوں کہ کرائے بڑھنے کی سب سے بڑی وجہ آئے دن ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہے اور ٹرانسپورٹر اپنی مرضی سے کرائے بڑھا دیتے ہیں اور کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ چھوٹے روٹوں یا بڑے روٹوں پر جتنا کسی کا دل کرتا ہے وہ کرائے بڑھا لیتے ہیں لیکن محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے جرمانے بھی کئے ہیں اور چالان بھی کئے ہیں تو میرا مؤقف یہ ہے کہ اس نظام کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سارے ملک میں جب بھی جس چیز کی قیمت کوئی بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھا لیتا ہے۔ میں آج ہی کے پاکستان کے ایک بڑے معتبر اخبار "جنگ" کو دیکھ رہا تھا جس میں خبر تھی کہ آزاد کشمیر مظفر آباد کے زلزلہ زدہ علاقہ میں جہاں پر لاکھوں انسان اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں، لاکھوں آدمی زخمی ہیں اور مجبور ہیں تو وہاں پر چاول 120 روپے، چینی 200 روپے اور گھی 300 روپے کلو بک رہا ہے۔ یہ میں نے آج ہی اخبار میں پڑھا ہے تو اس پر راجہ بشارت صاحب بھی خاص غور کریں گے اور یہ وہاں پر گئے بھی ہیں اور ساری صورتحال بھی انہوں نے دیکھی ہے تو وہاں کے مظلوم لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے سماج دشمن عناصر کا مکمل قلع قمع کیا جانا چاہیئے۔

جناب چیئر مین: چودھری صاحب! آپ کی تحریک تو dispose of ہو گئی ہے باقی ڈیزل کی قیمتوں کا مسئلہ مرکز کا ہے وہ ہمارا نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! کرایوں میں اضافہ عوام کی استطاعت سے باہر ہوتا جا رہا ہے لہذا منسٹر صاحب اس صورتحال کو کنٹرول کر کے اسے مزید بہتر بنائیں۔

جناب چیئر مین: وزیر صاحب! غریب عوام کو درپیش کرایوں کے مسئلہ کو بہتر بنائیں۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک کار نمبر 606 ہے جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ 26۔ ستمبر 2005 کی خبر کے مطابق 1997 میں تعمیر ہونے والا گڑھی شاہو پل آٹھ سال بعد ہی خستہ حال ہو گیا اور اس کا ایک حصہ بیٹھ جانے سے بند کر دیا گیا ہے۔ اس پل کی تعمیر پر 23 کروڑ روپے لاگت آئی تھی۔ نیسپاک نے اس کا نقشہ منظور کیا تھا اور اس کی تعمیر L.D.A کی زیر نگرانی ہوئی تھی۔ ایل۔ ڈی۔ اے نے پل کے ایک حصہ کے بیٹھ جانے کا عذر پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس حصے سے پل بیٹھا ہے اس کے نیچے ریلوے کا انجن کھڑا ہوتا ہے جس کے دھوئیں کی تپش سے وہ حصہ بیٹھ گیا ہے جبکہ ریلوے کا مؤقف ہے کہ پل کے نیچے صرف ریلیف ٹرین کھڑی ہوتی ہے جس سے پل کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ایل۔ ڈی۔ اے کی طرف سے گڑھی شاہو پل لاہور کی ناقص تعمیر کی وجہ سے پل کے ایک حصہ کے بیٹھ جانے کی خبر کی اشاعت سے نہ صرف لاہور کے بلکہ صوبہ بھر کے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: وزیر خزانہ صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر خزانہ: جناب چیئر مین! میں جواب نہیں دے رہا بلکہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر C&W مظفر آباد تشریف لے گئے ہیں تو آپ اسے kindly pending فرما لیں۔

جناب چیئرمین: جی، یہ pending کی جاتی ہے۔

وزیر خزانہ: شکریہ

جناب چیئرمین: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔اب حاجی مشتاق صاحب نے بات کرنی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب! فرمائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جس طرح صبح بھی بات ہوئی تھی پہلے جب اجلاس ہو رہا تھا تو سپیکر صاحب کے کمرے میں یہ decide ہوا تھا کہ ہر روز جب ایجنڈا ختم ہو جائے گا تو ایک گھنٹہ زلزلہ زدگان کے متعلق بحث ایوان میں ہو جایا کرے گی تو میری درخواست ہے اور بعض منسٹرز بھی وہاں ہو کر آئے ہیں۔یہاں ڈاکٹر فرزانہ بیٹھی تھیں وہ بھی ادھر سے ہو کر آئی ہیں، لودھی صاحب بھی مظفر آباد ٹرک چھوڑ کر آئے ہیں یہ کیا چھوڑ کر آئے ہیں تو یہ جگ بیتی اور آپ بیتی بھی ہمیں پتا چل جائے گی کہ وہاں پر کیا ہے اس پر ایک دو ممبر بحث کر لیں گے اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو۔

جناب چیئرمین: جی، لودھی صاحب! کیا آپ اس پر کوئی جواب دینا چاہیں گے ؟

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! بگو صاحب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں تو ابھی نہیں گیا، جب جاؤں گا تو انشاء اللہ ان کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔(قہقہہ)

جناب چیئرمین: وہ تو گئے ہی نہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ گئے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس دن جب ان سے متعلقہ بزنس تھا باقاعدہ یہاں پر منسٹر نے on the floor of the House statement دی تھی اور ان کی application ہے کہ وہ مظفر آباد گئے ہوئے ہیں۔

وزیر زراعت: میرا خیال ہے کہ شاید آپ کا دل کر رہا ہے کہ میں کچھ بولوں کہ میں نے یہ application دی تھی کہ ہمیں ایک ٹاسک دیا گیا تھا اور میں رائس ایریا پر گیا ہوا تھا میں مظفر آباد نہیں گیا وہاں پر collection کرنی تھی وہ collection کی ہے وہاں پر ٹرک جا رہے ہیں وہاں پر پرالی کی ضرورت ہے۔

جناب چیئر مین: لودھی صاحب! آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ رانا ثناء اللہ اور ارشد محمود بگو سب کو لے کر آپ چلے جائیں آپ ان کو سرکاری گاڑیوں میں بٹھائیں اور ان کو ساتھ لے کر جائیں۔ کل یہ دو دن کا دورہ شروع کریں، دو دن کی چھٹی ویسے بھی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس دن بڑی لے دے ہوئی تھی اور لودھی صاحب کے حوالے سے یہ بار بار بات دہرائی جا رہی تھی کہ انہوں نے application بھیجی ہے ان کو آج کے دن چھٹی دے دی جائے اور یہ ساتھ بتایا گیا تھا کہ یہ مظفر آباد گئے تھے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے، وہ اب چلے جائیں گے، لودھی صاحب آپ انہیں دعوت دیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے کر لیں میں اتنا خوفزدہ تو نہیں ہوں۔

جناب چیئر مین: آپ ان کو دعوت دیں، یہ نیک کام ہے عبادت بھی ہو گی، ریاضت بھی ہو گی اور خدمت خلق بھی ہو گی۔

وزیر زراعت: انشاء اللہ پروگرام بن رہا ہے ہم اپوزیشن کے دوستوں کو لے کر چلیں گے۔

جناب چیئر مین: کب؟ عید کے بعد تو نہیں ابھی لے کر جائیں اگر جانا ہے تو ہم دو چھٹیاں بھی کر رہے ہیں۔ جی، بگو صاحب !

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں چودھری ظہیر الدین صاحب کے خلاف تحریک استحقاق پیش کروں گا کہ انہوں نے اس floor پر غلط بیانی کی ہے اور انہوں نے ہی اس application کا ذکر کیا تھا کہ لودھی صاحب کی درخواست آئی ہے کہ وہ آج چھٹی پر ہیں اور وہ مظفر آباد گئے ہیں۔

جناب چیئر مین: جب چودھری ظہیر صاحب آ جائیں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ انہوں نے کیوں غلط statement دی ہے وہ کل آئیں گے ان سے ضرور پوچھیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، مشتاق صاحب!

مریدکے کے رہائشی شخص پر کلاشنکوف کالائسنس رکھنے کے باوجود پٹرولنگ پولیس کاتشدد اور مقدمہ کااندراج

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین!آپ نے مجھے موقع دیا۔ مریدکے کا ایک شخص اپنے ڈبل کیبن ڈالے میں بیٹھ کر مریدکے سے سادھوکے جاتا ہے اس کے پاس لائسنسی کلاشنکوف تھی بدقسمتی سے وہ شخص اپنالائسنس گھر بھول گیاوہاں پرپٹرولنگ پولیس نے اس کو پکڑ لیا۔

جناب چیئرمین: آپ کہاں کی بات کر رہے ہیں، کوئی جگہ تو بتائیں؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں مریدکے کی بات کر رہاہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کو روکا گیا؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جی جی، تواس شخص کو جب پولیس نے پکڑ لیا۔

جناب چیئرمین: پھر آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔ پھر ان کو بلا لیتے ہیں جنہوں نے زیادتی کی۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف مبذول کراناچاہتاہوں۔

جناب چیئرمین: اچھاٹھیک ہے۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): مجھے نہیں پتاکہ آپ کیوں نہیں سننا چاہ رہے ہیں میں کچھ کہہ نہیں سکتا؟

جناب چیئرمین: میں یہ کہہ رہاتھاکہ ہمارے معزز رکن کو روکاہے پھر تو۔۔۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): روکنے کی بات نہیں ہے۔ کیا ہر شخص باعزت آدمی نہیں ہے، کیا پاکستانی نہیں ہے؟ شاید آپ سے زیادہ ٹیکس دیتا ہو اور ہم سب سے زیادہ ویلتھ ٹیکس دیتا ہوآپ میری بات سننا گوارانہیں کر رہے ہیں۔ اس شخص کو جب پولیس نے پکڑ لیااس کو کہاگیاکہ آپ لائسنس دکھائیں اس نے کہاکہ میں اپنالائسنس، گھر پر بھول گیاہوں گھر پر موجود ہے پھر پولیس نے پکڑ لیااور تشدد کیااس کے یہ کہنے کے باوجود کہ میرے پاس میراڈبل کیبن ڈالا ہے میں ابھی لا دیتا ہوں آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں یامجھے فون کرنے دیں میں فون کرکے منگوالیتاہوں لیکن پٹرولنگ

پولیس بضد تھی کہ ہم نے تمہیں پکڑ لیا ہے اور کارروائی ڈالنی ہے لہذا ضرور پرچہ دینا ہے۔ وہ اس کو تھانے لے گئے پرچہ دے دیا پرچہ دینے سے قبل کلاشنکوف کا لائسنس تھانے میں پہنچ چکا تھا اس کے باوجود پولیس نے پرچہ دیا اور اس plea پر دیا کہ دوسرا محکمہ ہے جس نے کلاشنکوف پکڑی ہے ہم پرچہ نہیں دیں گے تو ہماری شکایت ہو گی لہذا ایک طرف انہوں نے اپنی کارروائی ڈال لی دوسری انہوں نے اپنی مجبوری پیش کر دی جو شخص اس سے متاثر ہوا ہے کیا اس کا یہ استحقاق نہیں بنتا کہ جس نے اس پر تشدد کیا اس پر پرچہ دیا جائے اور پولیس نے جو اپنے اختیارات سے ناجائز تجاوز کیا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے؟ جناب وزیر قانون نے ایسے پولیس آفیسروں کی حوصلہ افزائی کر کے، پشت پناہی کر کے پولیس کو شتر بے مہار بنا دیا ہے تو میں ان سے چاہوں گا کہ جواب دیں اور متعلقہ پولیس والوں کے خلاف پرچہ درج کروائیں۔

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب! آپ راجہ صاحب کو درخواست دیں۔ یہ ان کو بلالیں گے اور چیک کر لیں گے یہ ایوان کا استحقاق تو نہیں ہے جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ آپ درخواست دیں راجہ صاحب بلائیں گے بلکہ آپ آج ہی درخواست دیں یہ جمعرات کو چیمبر میں بلالیں گے یہاں ٹیم آئے گی اور جواب دہ ہو گی کہ انہوں نے کیوں زیادتی کی؟

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں جمعرات کو یہاں نہیں ہوں گا، آپ کل کی بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، کل نہیں۔ کل تو وہ بھی مصروف ہو سکتے ہیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سادھو کے قریب ہی ہے، دور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: پھر جمعہ کا دن رکھ لیتے ہیں۔ ان کو جمعہ کو بلا لیتے ہیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے اعتکاف میں بیٹھ جانا ہے اس لئے حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ انہیں کل کے لئے بلالیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب انہیں چیک کرنے کے بعد آپ کو اعتکاف میں رپورٹ دے دیں گے آپ آج درخواست دے دیں۔

چودھری مشتاق احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل بلالیں یہ کوئی دور نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ درخواست دیں پھر راجہ صاحب بلائیں گے پھر ہم آپ کو مطلع کریں گے کہ ہم نے کیا کارروائی کی ہے اور واضح کارروائی کریں گے۔ راجہ صاحب! جو یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ کی بات کرنی ہے وہ آپ نے ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ کرنا ہے یا ابھی بات کرنی ہے؟ یہ روزانہ کہتے ہیں بات کرنی ہے تو کروادیں ان کے لئے ایک دن بحث کے لئے رکھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اجلاس ختم ہونے کے بعد میٹنگ ہے اور انشاء اللہ وہاں پر طے کر لیتے ہیں جو دن میرے بھائی کہیں گے وہ مقرر کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ جو دن کہیں گے وہ دن پورا اس بحث کے لئے رکھ دیتے ہیں، بے شک جمعرات کو رکھ لیں لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 27۔اکتوبر 2005 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔